﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد14 — جمعۃ المبارک14/دسمبر 2007ء — 04 ذوالحجہ1428ہجری قمری — 14/فتح 1386 ہجری شمسی — شمارہ50

بھائی کو نہ اٹھاؤ

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی اپنے بھائی کو اس کے بیٹھنے کی جگہ سے اٹھا کر خود بیٹھے۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب لا یقیم الرجل اخاہ۔ حدیث نمبر 860)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ اپنی گردن خدا کے آگے قربانی کے بکرے کی طرح رکھ دینا۔ اور اپنے تمام ارادوں سے کھوئے جانا اور خدا کے ارادہ اور رضاء میں محو ہوجانا۔ اور خدا میں گُم ہوکر ایک موت اپنے پر وارد کر لینا اور اس کی محبت ذاتی سے پورا رنگ حاصل کر کے محض محبت کے جوش سے اس کی اطاعت کرنا نہ کسی اور بناء پر۔

اگر خدا سے ملنا چاہتے ہو تو دعا بھی کرو اور کوشش بھی کرو اور صادقوں کی صحبت میں بھی رہو۔

اور پھر ایک مقام میں فرمایا۔قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا(الشمس:10-11) یعنی نفسانی گرفتاریوں سے وہ شخص نجات پا گیا اور بہشتی زندگی کا مالک ہوگیا جس نے اپنے نفس کو پاک بنالیا۔اور ناکام و نامراد رہا وہ شخص جس نے اپنے نفس کو زمین میں دھنسایا اور آسمان کی طرف رُخ نہ کیا۔اور چونکہ یہ مقامات صرف انسانی سعی سے حاصل نہیں ہوسکتے اس لئے جابجا قرآن شریف میں دُعا کی ترغیب دی ہے اور مجاہدہ کی طرف رغبت دلائی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (المومن :61) یعنی دُعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔اور پھر فرماتا ہے۔ وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ۔ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ (سورۃ البقرہ :187)۔یعنی اگر میرے بندے میرے وجود سے سوال کریں کہ کیونکر اس کی ہستی ثابت ہے اور کیونکر سمجھا جائے کہ خدا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مَیں بہت ہی نزدیک ہوں۔مَیں اپنے پکارنے والے کو جواب دیتا ہوں۔اور جب وہ مجھے پکارتا ہے تو مَیں اُس کی آواز سُنتا ہوں اور اُس سے ہمکلام ہوتا ہوں۔پس چاہئے کہ اپنے تئیں ایسے بناویں کہ مَیں اُن سے ہمکلام ہو سکوں۔اور مجھ پر کامل ایمان لاویں تا اُن کو میری راہ ملے۔اور پھر فرماتا ہے۔وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:70)۔یعنی جو لوگ ہماری راہ میں اور ہماری طلب کے لئے طرح طرح کی کوششیں اور محنتیں کرتے ہیں ہم ان کو اپنی راہ دکھلا دیتے ہیں۔اور پھر فرماتا ہے۔ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔یعنی اگر خدا سے ملنا چاہتے ہو تو دُعا بھی کرو اور کوشش بھی کرو۔اور صادقوں کی صحبت میں بھی رہو۔کیونکہ اس راہ میں صحبت بھی شرط ہے۔یہ تمام احکام وہ ہیں جو انسان کو اسلام کی حقیقت تک پہنچاتے ہیں کیونکہ جیسا کہ مَیں بیان کرچکا ہوں اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ اپنی گردن خدا کے آگے قربانی کے بکرے کی طرح رکھ دینا۔اور اپنے تمام ارادوں سے کھوئے جانا اور خدا کے ارادہ اور رضاء میں محو ہوجانا اور خدا میں گُم ہوکر ایک موت اپنے پر وارد کر لینا اور اس کی محبت ذاتی سے پورا رنگ حاصل کر کے محض محبت کے جوش سے اس کی اطاعت کرنا نہ کسی اور بناء پر۔اور ایسی آنکھیں حاصل کرنا جو محض خدا کے ساتھ دیکھتی ہوں۔اور ایسے کان حاصل کرنا جو محض اس کے ساتھ سُنتے ہوں۔اور ایسا دل پیدا کرنا جو سراسر اس کی طرف جھکا ہوا ہو۔اور ایسی زبان حاصل کرنا جو اس کے بلائے بولتی ہو۔

یہ وہ مقام ہے جس پر تمام سلوک ختم ہوجاتے ہیں اور انسانی قویٰ اپنے ذمہ کا تمام کام کرچکتے ہیں اور پورے طور پر انسان کی نفسانیت پر موت وارد ہوجاتی ہے۔تب خدا تعالیٰ کی رحمت اپنے زندہ کلام اور چمکتے ہوئے نوروں کے ساتھ دوبارہ اُس کو زندگی بخشتی ہے اور وہ خدا کے لذیذ کلام سے مشرف ہوتا ہے اور وہ دقیق در دقیق نور جس کو عقلیں دریافت نہیں کرسکتیں اور آنکھیں اُس کی کُنہ تک نہیں پہنچتیں وہ خود انسان کے دل سے نزدیک ہوجاتا ہے۔جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (ق: 17)۔یعنی ہم اُس کی شاہ رگ سے بھی زیادہ اُس سے نزدیک ہیں۔پس ایسا ہی وہ اپنے قرب سے فانی انسان کو مشرف کرتا ہے۔تب وہ وقت آتا ہے کہ نابینائی دُور ہوکر آنکھیں روشن ہوجاتی ہیں اور انسان اپنے خدا کو اُن نئی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور اُس کی آواز سُنتا ہے اور اُس کی نُور کی چادر کے اندر اپنے تئیں لپٹا ہوا پاتا ہے۔تب مذہب کی غرض ختم ہوجاتی ہے اور انسان اپنے خدا کے مشاہدہ سے سفلی زندگی کا گندہ چولہ اپنے وجود پر سے پھینک دیتا ہے اور ایک نُور کا پیراہن پہن لیتا ہے۔اور نہ صرف وعدہ کے طور پر اور نہ فقط آخرت کے انتظار میں خدا کے دیدار اور بہشت کا منتظر رہتا ہے بلکہ اسی جگہ اور اِسی دنیا میں دیدار اور گفتار اور جنت کی نعمتوں کو پالیتا ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا۔تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ(حٰمٓ سجدہ:31)۔یعنی جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا خدا وہ خدا ہے جو جامع صفات کاملہ ہے جس کی ذات اور صفات میں اَور کوئی شریک نہیں اور یہ کہہ کر پھر وہ استقامت اختیار کرتے ہیں اور کتنے ہی زلزلے آویں اور بلائیں نازل ہوں اور موت کا سامنا ہو ان کے ایمان اور صدق میں فرق نہیں آتا اُن پر فرشتے اُترتے ہیں اور خدا اُن سے ہمکلام ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ تم بلاؤں سے اور خوفناک دشمنوں سے مت ڈرو اور نہ گزشتہ مصیبتوں سے غمگین ہو۔مَیں تمہارے ساتھ ہوں اور مَیں اِسی دنیا میں تمہیں بہشت دیتا ہوں جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا تھا۔پس تم اس سے خوش ہو۔اب واضح ہو کہ یہ باتیں بغیر شہادت کے نہیں اور یہ ایسے وعدے نہیں کہ جو پورے نہیں ہوئے بلکہ ہزاروں اہلِ دل مذہب اسلام میں اس روحانی بہشت کا مزہ چکھ چکے ہیں۔

درحقیقت اسلام وہ مذہب ہے جس کے سچے پیرووٴں کو خدا تعالیٰ نے تمام گزشتہ راستبازوں کا وارث ٹھیرایا ہے اور ان کی متفرق نعمتیں اس اُمّتِ مرحومہ کو عطا کردی ہیں۔اور اس نے اس دُعا کو قبول کرلیا ہے جو قرآن شریف میں آپ سکھلائی تھی۔اور وہ یہ ہے۔اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ (الفاتحہ:6-7)۔ہمیں وہ راہ دکھلا جو اُن راستبازوں کی راہ ہے جن پر تُو نے ہر یک انعام اکرام کیا ہے۔یعنی جنہوں نے تجھ سے ہر ایک قسم کی برکتیں پائی ہیں اور تیرے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہوئے ہیں۔اور تجھ سے دُعاؤں کی قبولیتیں حاصل کی ہیں اور تیری نصرت اور مدد اور راہ نمائی اُن کے شامل حال ہوئی ہے۔اور ان لوگوں کی راہوں سے ہمیں بچا جن پر تیرا غضب ہے اور جو تیری راہ کو چھوڑ کر اور راہوں کی طرف چلے گئے ہیں۔یہ وہ دُعا ہے جو نماز میں پانچ وقت پڑھی جاتی ہے اور یہ بتلا رہی ہے کہ اندھا ہونے کی حالت میں دنیا کی زندگی بھی ایک جہنم ہے اور پھر مرنا بھی ایک جہنم ہے۔اور درحقیقت خدا کا سچّا تابع اور واقعی نجات پانے والا وہی ہوسکتا ہے جو خدا کو پہچان لے اور اُس کی ہستی پر کامل ایمان لے آوے اور وہی ہے جو گناہ کو چھوڑ سکتا ہے اور خدا کی محبت میں محو ہوسکتا ہے''۔

(''لیکچر لاہور''۔ روحانی خزائن جلد 20صفحہ 159تا162)

اداریہ

مذہبی دہشت گردی کے اسباب اور اس کے خاتمہ کے لئے حَکَم وعدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی احسن تجاویز

(تیسری قسط)

قرآن شریف اور سُنّت حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ سے متصادم، نفس امّارہ کے جوشوں سے مغلوب جاہل مولویوں کے خودساختہ، سراسر غیر اسلامی، غیر انسانی اور خونی نظریہ جہاد نے اسلام اور بانیٔ اسلام ﷺ اور قرآن مجید پر جبر وتشدد اور دہشت گردی اور جارحیت کا بٹّہ لگانے اور مسلمانوں کو ذہنی، جسمانی، اخلاقی، روحانی، اقتصادی، معاشی، معاشرتی، علمی وعملی غرضیکہ ہر پہلو سے قعر مذلّت میں گرانے میں جو گھناؤنا کردار ادا کیا ہے اُسے الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ آج دنیا بھر میں خودکش حملوں اور دہشت گردی کے متعدد واقعات میں جہاں جہاں بھی نام نہاد مسلمان ملوّث پائے جاتے ہیں ان میں سے اکثر کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ان کا رابطہ افغانستان یا اس سے ملحقہ سرحدی علاقوں میں قائم جہادی کیمپوں سے تھا۔ پاکستان کی حکومت خود اس امر کی معترف ہے کہ اس کے شمالی سرحدی علاقوں میں اور افغانستان میں خودکش حملہ آوروں کے تربیتی کیمپ قائم ہیں جہاں سے ٹریننگ حاصل کرنے کے بعد وہ مختلف جگہوں پر دہشت گردی کی کارروائی کرتے ہیں۔ گویا یہ علاقہ جہاد کے نام پر دہشت گردی پھیلانے والوں کی افزائش کا علاقہ ہے۔

عجیب بات ہے کہ سو سال سے زائد عرصہ قبل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بھی یہی خطّۂ ارض ایسی ظالمانہ و بہیمانہ کارروائیوں کا مرکز تھا اور مذہبی اختلاف کی بنا پر معصوموں کا خون بہانے والوں کا معتد بہ حصّہ انہی علاقوں سے تعلق رکھتا تھا۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اُس زمانہ میں امیر صاحب والیٔ کابل کو مسئلہ جہاد کے تعلق میں علماء اور عوام کو ان کی غلطیوں پر متنبہ کرتے ہوئے ضروری اصلاحی اقدامات کرنے کی تحریک اپنی تصنیف ''گورنمنٹ انگریزی اور جہاد'' میں فرمائی تھی۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

۞ ...... ''اسلام ہرگز یہ تعلیم نہیں دیتا کہ مسلمان رہزنوں اور ڈاکوؤں کی طرح بن جائیں اور جہاد کے بہانہ سے اپنے نفس کی خواہشیں پوری کریں۔ اور چونکہ اسلام میں بغیر بادشاہ کے حکم کے کسی طرح جہاد درست نہیں اور اس کو عوام بھی جانتے ہیں۔ اس لئے یہ بھی اندیشہ ہے کہ وہ لوگ جو حقیقت سے بے خبر ہیں اپنے دلوں میں امیر صاحب پر یہ الزام لگاویں کہ اُنہی کے اشارہ سے یہ سب کچھ ہوتا ہے۔ لہٰذا امیر صاحب کا ضرور یہ فرض ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اس غلط فتوے کو روکنے کے لئے جُہد بلیغ فرماویں کہ اس صورت میں امیر صاحب کی بریّت بھی آفتاب کی طرح چمک اٹھے گی اور ثواب بھی ہوگا کیونکہ حقوق عباد پر نظر کرکے اس سے بڑھ کر اور کوئی نیکی نہیں کہ مظلوموں کی گردنوں کو ظالموں کی تلوار سے چھڑایا جائے اور چونکہ **ایسے کام کرنے والے اور غازی بننے کی نیّت سے تلوار چلانے والے اکثر افغان ہی ہیں جن کا امیر صاحب کے ملک میں ایک معتد بہ حصّہ ہے** اس لئے امیر صاحب کو خدا تعالیٰ نے یہ موقعہ دیا ہے کہ وہ اپنی امارت کے کارنامہ میں اس اصلاح عظیم کا تذکرہ چھوڑ جائیں اور یہ وحشیانہ عادات جو اسلام کی بدنام کنندہ ہیں جہاں تک اُن کے لئے ممکن ہو قوم افغان سے چھڑا دیں''۔

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد۔ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 18-19)

دیکھئے مامور زمانہ علیہ السلام کے یہ فرمودات آج کی صورتحال پر بھی کس صفائی اور سچائی سے اطلاق پا رہے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس سلسلہ میں جو تجویز اُس وقت پیش فرمائی تھی وہ آج بھی نہ صرف افغانستان بلکہ تمام دنیا کے مسلمان حکمرانوں کے لئے بھی اتنی ہی اہم اور مفید اور قابل عمل ہے جتنی اُس زمانہ میں تھی۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

۞ ...... ''یہ موجودہ طریق غیر مذہب کے لوگوں پر حملہ کرنے کا جو مسلمانوں میں پایا جاتا ہے جس کا نام وہ جہاد رکھتے ہیں یہ شرعی جہاد نہیں ہے بلکہ صریح خدا اور رسول کے حکم کے مخالف اور سخت معصیت ہے۔ لیکن چونکہ اس طریق پر پابند ہونے کی بعض اسلامی قوموں میں پُرانی عادت ہوگئی ہے اس لئے اُن کے لئے اس عادت کو چھوڑنا آسانی سے ممکن نہیں بلکہ ممکن ہے کہ جو شخص ایسی نصیحت کرے اُسی کے دشمن جانی ہو جائیں اور غازیانہ جوش سے اُس کا قصّہ بھی تمام کرنا چاہیں۔ ہاں ایک طریق میرے دل میں گزرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر امیر صاحب والیٔ کابل .... **نامی علماء کو جمع کرکے اس مسئلہ جہاد کو معرض بحث میں لاویں۔ اور پھر علماء کے ذریعہ سے عوام کو ان کی غلطیوں پر متنبّہ کریں بلکہ اس ملک کے علماء سے چند رسالے پشتو زبان میں تالیف کرا کر عام طور پر شائع کرائیں تو یقین ہے کہ اس قسم کی کارروائی کا لوگوں پر بہت اثر پڑے گا** اور وہ جوش جو نادان مُلاّ عوام میں پھیلاتے ہیں رفتہ رفتہ کم ہو جائے گا''۔ (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد۔ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 17-18)

آسمانی نُور اور قرآنی ہدایتوں سے معمور یہ تجویز بہت ہی پُر حکمت اور حقیقی اور دائمی اصلاح کا موجب بننے والی ہے۔ یہ خیال کہ خونی نظریۂ جہاد کے قائل مُلاّؤں کے فتنہ وفساد اور خونریزیوں کا خاتمہ صرف طاقت سے ممکن ہے، ہرگز درست نہیں۔ یہ درست ہے کہ بسا اوقات ظالموں اور مفسدوں اور مجرموں کو جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا (الشوریٰ:41) اور فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ (البقرة:195) کے مطابق اُن کے جرموں کی سزا دینا بھی ضروری ہوتا ہے لیکن ہمیشہ جبر کے مقابل پر جبر اور تشدّد کے مقابل پر تشدّد کی پالیسی سے کبھی معاشرہ میں حقیقی امن قائم نہیں ہوسکتا۔

پھر خصوصیت سے ایسے اعمال جن کی بنیاد غلط اور جھوٹے نظریات وعقائد پر ہو ان کی اصلاح تو ان باطل عقائد و نظریات کی اصلاح کئے بغیر ہرگز ممکن نہیں۔ محض طاقت کے زور سے فتنہ کو وقتی طور پر دبایا تو جاسکتا ہے لیکن اس سے دائمی امن قائم نہیں ہوسکتا۔ تلوار سے عارضی فتوحات تو ہوسکتی ہیں مگر دل فتح نہیں کئے جاسکتے۔ طاقت سے سر تو جھکائے جاسکتے ہیں مگر دلوں پر حکومت نہیں کی جاسکتی۔ اسی لئے قرآن کریم نے نظریات وعقائد کی اشاعت اور اصلاح کے لئے ہر قسم کے جبر کے استعمال کی نفی کرتے ہوئے یہ عظیم الشان تعلیم فرمائی ہے کہ لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ (البقرة:257) یعنی دین میں کوئی جبر نہیں۔ یقیناً ہدایت گمراہی سے کھل کر نمایاں ہو چکی ہے۔ دوسری جگہ فرمایا لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ (الانفال:43) (تا کہ کھلی کھلی حجت کی رو سے جس کی ہلاکت کا جواز ہو وہی ہلاک ہو اور کھلی کھلی حجت کی رُو سے جسے زندہ رہنا چاہئے وہی زندہ رہے)۔ زندہ وہی ہے جو دلیل کے ساتھ زندہ ہے اور جس کے حق میں بَيِّنَة نہیں، ہلاکت اس کا مقدر ہے۔

پس اگر غلط اور باطل نظریات وعقائد کو براہین ساطعہ اور دلائل قاطعہ سے جڑ سے اکھیڑ دیا جائے اور ان کی جگہ سچے اور واقعی اور حقیقت پر مبنی نظریات وعقائد کو دلوں میں راسخ کر دیا جائے تو اس کے نتیجہ میں معاشرہ میں ایک اصلاح عظیم برپا ہوگی اور اس کا اثر بھی دیرپا ہوگا۔ اسی لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (النحل:126) (ان سے اس طریق پر مجادلہ کر جو بہترین ہو) کے قرآنی حکم کی روشنی میں یہ احسن تجویز فرمائی ہے کہ ''نامی علماء کو جمع کرکے اس مسئلہ جہاد کو معرض بحث میں لاویں اور پھر علماء کے ذریعہ سے عوام کو ان کی غلطیوں پر متنبّہ کریں''۔

مقامی صاحب اثر ورسوخ معروف اور نامی علماء کو اس بحث میں شامل کرنا اور پھر ان کے ذریعہ سے عوام کو ان کی غلطیوں پر متنبہ کرنا اس لئے نہایت اہم ہے کہ یہ علماء ہی ہیں جو عوام الناس کو غلط مسئلے سکھا کر اور دین سے ان کی محبت کے جذبات کو غلط سمتیں دے کر خون خرابہ اور فتنہ وفساد پر بھڑکاتے ہیں۔ اس لئے انہیں on Board رکھنا ضروری ہے۔ پھر اسلامی جہاد کی حقیقت کے بیان پر مشتمل رسالے مقامی زبانوں میں تالیف کرا کر عام طور پر شائع کرنا اور لوگوں کے دلوں میں اسے راسخ کرنا بھی بہت اہم اور ضروری ہے۔ آج کل پریس میڈیا کے علاوہ ریڈیو، ٹی وی، انٹرنیٹ اور دیگر بہت سے ذرائع بھی وجود میں آئے ہیں جن کو کام میں لاکر ایک مسلسل مہم کے ذریعہ باطل نظریۂ جہاد کا قلع قمع کرنے کے لئے ''جُہد بلیغ'' کی جانی چاہئے۔

پھر صرف افغانستان اور ملحقہ سرحدی علاقوں کے علماء وعوام کو ہی نہیں بلکہ دوسرے ملکوں اور علاقوں کے علماء وعوام کو بھی اس مہم میں شامل کرنا چاہئے اور خونی نظریۂ جہاد کا بطلان ثابت کرتے ہوئے اسلامی جہاد کی حقیقت کو اُجاگر کرنا چاہئے۔ جب ہر طرف سے ایک ہی پیغام سب کو ملے گا تو اس سے خدا کے فضل سے بہت بہتر نتائج حاصل ہوں گے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے اُس زمانہ میں اس اہم پہلو کی طرف توجہ دلاتے ہوئے یہ بھی تجویز فرمائی تھی کہ:

''اگر پنجاب اور ہندوستان کے مولوی درحقیقت مسئلہ جہاد کے مخالف ہیں تو وہ اس بارہ میں رسالے تالیف کرکے اور پشتو میں ان کا ترجمہ کرا کر سرحدی اقوام میں مشتہر کریں۔ بلاشبہ ان کا بڑا اثر ہوگا۔ **مگر ان تمام باتوں کے لئے شرط ہے کہ سچے دل اور جوش سے کارروائی کی جائے، نہ نفاق سے''**۔ (ایضاً صفحہ 22)

جیسا کہ قبل ازیں ذکر کیا جاچکا ہے آج چونکہ غلط نظریۂ جہاد کے خونی نتائج ساری دنیا میں پھیل چکے ہیں اور ملک ملک میں انتہاء پسند متشدد مُلاّؤں کی فتنہ انگیزیوں کے نتیجہ میں خون خرابہ ہوتا رہتا ہے اس لئے ہر ملک کے اسلامی نامی علماء کو اس بحث وتمحیص میں شامل کرکے صحیح اسلامی نظریۂ جہاد کو قرآن وحدیث کے دلائل حقّہ کے ساتھ ان پر واضح کرتے ہوئے ان سے ایسے رسالے تالیف کروا کر مختلف زبانوں میں تراجم کرکے پھیلانا وقت کا ایک اہم تقاضا ہے۔ لیکن جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے ''ان باتوں کے لئے شرط ہے کہ سچے دل اور جوش سے کارروائی کی جائے، نہ نفاق سے''۔

اس جگہ یہ ذکر کرنا مناسب ہوگا کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلہ جہاد کی اصل حقیقت کو معلوم کرنے کے لئے اور اس سلسلہ میں محکم دلائل سے واقفیت کے لئے انتہائی ضروری ہے کہ مامور زمانہ، حکم وعدل، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات وفرمودات اور آپ کے مقدس خلفاء کے ارشادات سے رہنمائی حاصل کی جائے کیونکہ یہ وہ بندگان خدا ہیں جنہیں خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں احیاء دین و قیام شریعت کے لئے کھڑا فرمایا ہے اور مسیح موعود ومہدیٔ معہود علیہ السلام ہی وہ مقدس ومبارک وجود ہے جس کے متعلق آنحضرت ﷺ نے یہ خبر دی تھی کہ اس کے ذریعہ سے زمین کو عدل اور راستی اور امن اور انصاف سے بھر دیا جائے گا۔ پس حقیقی امن کے حصول کے لئے لازم ہے کہ آپؑ کے عطا فرمودہ دلائل کا حربہ ہاتھ میں لے کر اس مہم کو انجام دیا جائے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کامیابی کا وعدہ اسی جری اللہ کے ساتھ مخصوص ہے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

عُلماءِ سُوء

کررہے ہیں توپ سے جیسے مسلّط دین کو
کون مانے گا کہ یہ تلوار سے پھیلا نہیں
آج کل کے مولوی جس دین کے ہیں اشتہار
یہ یقیناً عظمتِ کردار سے پھیلا نہیں

مُدّعی دیں کی حفاظت کے وہ بن بیٹھے ہیں
جن سے محفوظ مسلمان کی بھی جان نہیں
ہر طرف پستیٔ اخلاق ہے یا فتنہ و شر
کیا نبوت کی ضرورت کی یہ پہچان نہیں

(لیفٹینینٹ جنرل عبدالعلی ملک)

خطبہ عیدالاضحیہ

وہ عید جو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منائی وہ رضائے باری تعالیٰ کی عید تھی جس کے پیچھے ایک عظیم الشان قربانی کی روح کارفرما تھی۔

اس واقعہ میں دو بڑے گہرے سبق ہیں۔ایک یہ کہ مذاہب وہی زندہ رہیں گے جو اپنی قربانیاں پیش کرنے کے لئے تو آمادہ ہوں، دوسروں کی زبردستی قربانیاں لینے کا دل میں خیال بھی نہ لائیں۔دوسرا سبق یہ ہے کہ وہ لوگ جو واقعۃً اللہ کی راہ میں مٹ جانا چاہتے ہیں، اپنی زندگیاں، اپنے اموال پیش کرنا چاہتے ہیں ان کے دل کی تمنّا یہ ہوتی ہے کہ ان کی اولادیں بھی اسی راہ میں آگے بڑھتی رہیں اور قربانیاں پیش کرتی چلی جائیں۔

اس واقعہ سے ایک اَور پہلو بھی روشن ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب لوگ یہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنی اولاد خدا کے حضور پیش کریں تو تربیت بھی ویسی ہی کرتے ہیں۔صرف منہ سے کہہ کر بات بھول نہیں جایا کرتے۔

جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کہتے ہیں کہ مَیں ابراہیم بھی ہوں تو خوب یاد رکھیں کہ آپؑ کی صورت میں دوبارہ ابراہیمی قربانیوں کو زندہ کرنے کا وقت آ گیا ہے۔

(خطبہ عیدالاضحیہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بتاریخ 17/ستمبر 1983ء بمقام مسجد اقصیٰ ناندی۔فجی)

تشہد تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور رحمہ اللہ نے سورۃ الصافات کی درج ذیل آیات تلاوت فرمائیں:

وَقَالَ اِنِّیْ ذَاھِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ۔ رَبِّ ھَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ۔ فَبَشَّرْنٰہُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ۔ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَہُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَا ذَا تَرٰی۔ قَالَ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْشَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ۔ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّہٗ لِلْجَبِیْنِ۔وَنَادَیْنٰہُ اَنْ یّٰٓاِبْرٰھِیْمُ۔ قَدْصَدَّقْتَ الرُّءْیَا اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ۔اِنَّ ھٰذَا لَھُوَالْبَلٰٓؤُ الْمُبِیْنُ۔ وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ۔ وَتَرَکْنَا عَلَیْہِ فِی الْاٰخِرِیْنَ۔سَلٰمٌ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ۔ کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ۔ اِنَّہٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ (الصّٰفّٰت:100تا 112)

اور پھر فرمایا:

قرآن کریم کی جن آیات کی مَیں نے ابھی تلاوت کی ہے ان میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ گزرنے والا وہ واقعہ بیان ہوا ہے جس کی یاد میں ہزاروں سال سے لوگ عید مناتے چلے آرہے ہیں۔

انسان کی یہ بدقسمتی ہے کہ وہ واقعات کی روح کو بھول جاتا ہے اور اُن کے بدن کو زندہ رکھنے کی کوشش کرتا ہے حالانکہ وہ بدن جن سے روحیں پرواز کر چکی ہوں وہ بدن لازماً گل سڑ جاتے ہیں اور دنیا کی کوئی طاقت پھر ان کو زندہ نہیں رکھ سکتی۔یہی وجہ ہے کہ وہ تمام مذہبی تہوار جن کی روحیں ان سے جدا ہو گئیں ان کے بدن آج گلے سڑے لاشوں کی طرح ہمیں دکھائی دیتے ہیں۔ان سے زیادہ ان کی کوئی حقیقت نہیں رہی۔

یہ عید جسے ہم قربانیوں کی عید کے نام سے یاد کرتے ہیں ایسی عظیم الشان قربانی سے آغاز پاتی ہے، ایک ایسی عظیم الشان قربانی کے ذکر سے شروع ہوتی ہے کہ بنی نوع انسان کی تاریخ میں ایسی کوئی قربانی کبھی کسی کی طرف سے پیش نہیں کی گئی تھی۔اور پھر ایسی قربانیوں پر جا کر ختم ہوتی ہے کہ تمام انسانی تاریخ میں اتنے وسیع پیمانہ پر، اتنے عظیم الشان طریق پر اور اس طرح اللہ کے لئے دلوں کو خالص کرتے ہوئے کبھی کسی قوم نے قربانیاں پیش نہیں کی تھیں۔

لیکن اس عید کو اب جو شکل دی جا چکی ہے وہ اس سے زیادہ نہیں کہ کچھ جانوروں کی گردنوں پر چھریاں پھیری جائیں اور کچھ لوگ گوشت کھانے میں منہمک ہو جائیں اور کچھ اچھے کپڑے پہن لیں اور رحم آئے تو کچھ غربا کو بھی بھجوا دیں ورنہ گوشت امراء کے گھر میں ہی گھومتا پھرے اور ایک دوسرے کے ساتھ دوستیوں کے تقاضے پورے ہوتے رہیں اور خوب کھا کر اور اس روح سے کلیۃً بے نیاز ہو کر کہ جو اس قربانی کے پیچھے کارفرما تھی، انسان جہاں تک ہو سکے دنیا کی لذتیں حاصل کرنے کی کوشش کرے۔یہ ہے اس عید کا خلاصہ جو آج کل منائی جاتی ہے۔

لیکن وہ عید جو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منائی تھی وہ کچھ اور عید تھی۔وہ رضائے باری تعالیٰ کی عید تھی جس کے پیچھے ایک عظیم الشان قربانی کی روح کارفرما تھی۔چنانچہ قرآن کریم اس عید کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو ایک مبشر اولاد عطا فرمائی اور وہ بیٹا اس عمر کو پہنچا کہ اس کے ساتھ دوڑتا پھرے تو اس وقت ابراہیمؑ نے اپنے اس بچے کو جو چلنے پھرنے اور دوڑنے کی عمر کو پہنچ چکا تھا یعنی آٹھ دس سال کی عمر کا ہو چکا تھا ایک دن الگ لے جا کر ایک بات بتائی، ایک ایسی خواب کا ذکر کیا جو اس سے بہت پہلے وہ دیکھ چکا تھا لیکن وہ سمجھتا تھا کہ اس بچے کی عمر ابھی اتنی نہیں ہوئی کہ اسے اس خواب کے مضمون سے آگاہ کیا جا سکے۔چنانچہ جب وہ اس قابل ہوا کہ غور کر سکے اور فکر کر سکے تو حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کو الگ لے جا کر کہا کہ اے میرے بیٹے! یٰبُنَیَّ کا لفظ بہت پیارے بیٹے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔جب باپ بڑے پیار سے اپنے بیٹے کو مخاطب کرتا ہے تو یٰبُنَیَّ کہتا ہے۔

یٰبُنَیَّ کہتے ہیں کہ اے میرے بہت پیارے بیٹے مَیں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے اور خواب یہ دیکھا ہے کہ مَیں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔فَانْظُرْ مَا ذَا تَرٰی مجھے بتا کہ اس کے متعلق تیرا کیا خیال ہے؟ تُو کیا سمجھتا ہے کہ یہ کیسا خواب ہے؟ یہاں سوال کھلا چھوڑ دیا گیا ہے۔یہ نہیں پوچھا کہ کیا مَیں تجھے ذبح کروں یا نہ کروں بلکہ ایک کھلا مشورہ مانگا جا رہا ہے۔مجھے بتا کہ تیرا اس رؤیا کے متعلق کیا خیال ہے؟ ہو سکتا تھا یہ بچہ سن کر کہتا کہ خوابوں کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا خدا جانے آپ نے کس حالت میں یہ خواب دیکھا ہے؟ جب تک یہ نہ پتہ چلے کہ اللہ تعالیٰ واقعی یہ بات چاہتا ہے ہم کیسے فیصلہ کر سکتے ہیں؟ یہ بھی ایک جواب ہو سکتا تھا اور ایک یہ بھی جواب دیا جا سکتا تھا کہ خوابیں تعبیر طلب ہوتی ہیں اس لئے غور کریں میں بھی غور کرتا ہوں کہ اس خواب کی کیا تعبیر ہے؟ اور ایک یہ جواب بھی دیا جا سکتا تھا کہ خدا تعالیٰ ایسی خواب نہیں دکھا سکتا۔اپنے محبوب بندے کو جس کو نبوت پر فائز کیا ہو اس کو اس دکھ میں مبتلا نہیں کر سکتا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے اپنے بیٹے کو ذبح کرے۔کئی قسم کے جواب ممکن تھے۔

لیکن یہ ذکر قرآن کریم نے اس لئے محفوظ کیا کہ آپ کو بتائے کہ خدا کے بندے کیسے عظیم الشان بندے ہوتے ہیں جو اگلی نسلوں کو بھی اپنے ہی رنگ میں رنگین کر دیتے ہیں۔اتنی حیرت انگیز تربیت کرتے ہیں ان بچوں کی جن کو خدا کی راہ میں پیش کرنا ہوتا ہے کہ ایک ادنیٰ سا سقم، ایک ذرا سی خامی بھی ان میں باقی نہیں رہنے دیتے۔اس چھوٹی عمر کے بچے کا جواب حیرت انگیز ہے۔یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ اے میرے ابا! جو آپ کو حکم دیا گیا وہی کیجئے۔سَتَجِدُنِیْٓ اِنْشَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ اگر اس لئے آپ پوچھ رہے ہیں کہ کہیں مَیں بے چین نہ ہو جاؤں، کہیں مَیں بے قرار نہ ہو جاؤں اور اس وجہ سے آپ اپنے فرض کو پورا نہ کر سکیں؟ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْشَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ کہ اے میرے باپ! تُو نے میری ایسی تربیت کی ہے کہ تو مجھے یقیناً صبر کرنے والوں میں سے پائے گا۔

یہ ایک ایسا حیرت انگیز جواب ہے اور ایسی عظیم الشان قربانی ہے جو کبھی دنیا میں پیش نہیں کی گئی کہ ایک باپ اپنے پیارے بیٹے کو اور ایسے بیٹے کو جس کی پیدائش سے پہلے اس کی خوشخبری دی گئی تھی اپنے ہاتھوں سے ذبح کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور وہ بھی رؤیا کی بنا پر کوئی واضح الہام بھی نہیں ہے۔اور یہ نہیں سوچتا کہ خدا نے تو مجھے کہا تھا کہ تجھے اولاد دینے والا ہوں۔یہ کیسے ممکن ہے کہ اس مبشر اولاد کو میرے ہاتھوں سے ذبح کروا دے؟ اور بیٹا بھی آگے سے کوئی حیل و حجت نہیں کرتا، کوئی تعبیریں پیش نہیں کرتا۔وہ کہتا ہے اے میرے باپ! میرا تو مزاج ہی ایسا بنایا گیا ہے کہ جو خدا کا حکم ہے اس کے آگے سر تسلیم خم کر دوں۔پس جو تجھے حکم دیا گیا ہے ویسا ہی کر، تُو مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائے گا۔

ابھی حضرت ابراہیمؑ کی آزمائش کا کچھ سفر باقی تھا۔اس موقع پر بھی اللہ تعالیٰ فرما سکتا تھا کہ ہاں تُو نے اس رؤیا کو پورا کر دیا، ہم تیرے دل پر نگاہ ڈال رہے ہیں، ہم تجھے صرف آزمانا چاہتے تھے لیکن ابھی ایک منزل باقی تھی۔چنانچہ خدا تعالیٰ نے اس حد تک بڑھنے کی توفیق عطا فرمائی فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّہٗ لِلْجَبِیْنِ پھر جب حضرت ابرہیمؑ نے حضرت اسماعیلؑ کو زمین پر اوندھے منہ لٹا دیا۔وَتَلَّہٗ لِلْجَبِیْنِ کہتے ہیں پیشانی کے بل لٹا دینا۔اس میں بھی بڑی حکمت ہے۔حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق قرآن کریم کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت ہی نرم دل تھے اس لئے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر شاید آپؑ کے لئے ذبح کرنا مشکل ہوتا۔عام باپ کے لئے تو یہ ناممکن نظر آتا ہے لیکن باوجود اتنے بڑے حوصلے کے پھر بھی ایک نرم دل انسان کے لئے چہرہ دیکھتے ہوئے اپنے بیٹے کو ذبح کرنا بہت مشکل کام ہے اس لئے الٹا لٹایا تا کہ نہ اس سے بچے کو تکلیف پہنچے اور نہ مجھے زیادہ تکلیف پہنچے۔اس وقت خدا تعالیٰ نے ان کو پکارا اور فرمایا اے ابراہیم! تو نے اپنی رؤیا پوری کر دی۔اِنَّا

كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْن اسی طرح ہم محسنین کو جزا دیا کرتے ہیں۔ اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الْبَلٰٓؤُ الْمُبِیْن یہ تو ایک کھلی کھلی آزمائش تھی۔

اب لفظ مُبِیْن میں بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کردار پر ایک بہت ہی پیاری روشنی ڈالی ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ یہ ایک چھپی ہوئی مخفی رؤیا ہے جس کو سمجھنے میں تم نے غلطی کی ہے۔ فرمایا یہ تو ایک کھلی کھلی آزمائش تھی۔ تم چاہتے تو یہ جان سکتے تھے کہ خدا تو مجھے آزما رہا ہے، یہ رؤیا ہے، تعبیر طلب بات ہے، اس کے کچھ اور معنے ہیں۔ اتنی کھلی بات کے باوجود بھی تم تقویٰ کی باریک راہوں پر چلنے والے تھے کہ اس دُور کے خیال کی وجہ سے کہ شاید اصل نہ ہو تم پھر بھی قربانی کے لئے آمادہ ہو گئے۔

پس اَلْبَلٰٓؤُ الْمُبِیْن میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کردار پر ایک اور پہلو سے بہت ہی پیاری روشنی ڈالی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ دیکھو تو نے اپنی رؤیا تو پوری کر دی ہے۔

قَدْصَدَّقْتَ الرُّءْیَا کا ایک اور معنی بھی ہے۔ وہ یہ نہیں ہے کہ تو نے اس کو الٹا لٹا کر ذبح کرنے پر آمادگی ظاہر کر کے اپنی رؤیا پوری کر دی بلکہ یہ معنی ہے کہ قَدْصَدَّقْتَ الرُّءْیَا تو پہلے ہی رؤیا کو پورا کر چکا ہے اب دوبارہ کیا کرنے لگا ہے؟ جو اس کا مفہوم تھا وہ تو پورا ہو چکا، تجھے جو پیغام دیا گیا تھا اس پر تو عمل کر بیٹھا ہے اب یہ کیا کرنے لگا ہے؟ اور یہ تو کھلی کھلی آزمائش تھی۔ کوئی ڈھکی ہوئی، کوئی مخفی چیز نہیں تھی جسے تو نہ سمجھ سکتا۔ تُو میرے پیغام کو سمجھ بھی گیا تھا اور پورا بھی کر دیا تھا لیکن عجیب ہے کہ اب ظاہری رنگ میں بھی پورا کرنے پر آمادہ ہو گئے ہو۔

یہ واقعہ نسبتاً کچھ تفصیل چاہتا ہے پھر آپ کو سمجھ آئے گی کہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح کیوں کلام فرمایا۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو جب بیٹے کی بشارت دی گئی اور بیٹا پیدا ہوا تو اس زمانہ میں حضرت ہاجرہؓ، حضرت سارہؓ کے ساتھ رہا کرتی تھیں جو ابراہیمؑ کی پہلی بیوی تھیں اور ان کے اولاد نہیں تھی۔ اولاد ہوئی مبشر تو ان پر حضرت ابراہیمؑ کے پیار کی خاص نظریں پڑنی شروع ہوئیں تو حضرت سارہؓ نے بہت زیادہ حسد محسوس کرنا شروع کیا۔ عورت ویسے ہی سوکن کو برداشت نہیں کر سکتی اوپر سے ایسی سوکن جس کی گود ہری ہو جائے اور گود بھی مبشر بیٹے سے جس کے متعلق عظیم الشان خوشخبریاں دی گئی تھیں۔ یہ حالات ان کے لئے ناقابل برداشت ہو گئے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ پہلے بھی انہوں نے حضرت ہاجرہ کو گھر سے نکال دیا تھا اور اس وقت بیابان میں ایک فرشتہ ان پر ظاہر ہوا اور اس نے تسلی دی اور بہت بڑی بڑی خوشخبریاں عطا کیں۔ پھر حضرت ابراہیمؑ کو یہ رؤیا دکھائی گئی اور دوسری دفعہ پھر حضرت سارہؓ نے اصرار کیا کہ اس کو کہیں چھوڑ آؤ مَیں برداشت نہیں کر سکتی۔ اس رؤیا کی تعبیر میں حضرت ابراہیمؑ دراصل اپنی بیوی ہاجرہؓ اور بیٹے کو لے کر خانہ کعبہ کے منہدم شدہ آثار کے قریب چھوڑنے کے لئے گئے تھے۔ یعنی خانہ کعبہ کی تعمیر نو کا جو واقعہ ہے وہ دراصل اسی خواب کی تعبیر کے نتیجہ میں رونما ہوا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے فوراً اس خواب کو ظاہری طور پر پورا نہیں کیا بلکہ معنوی طور پر اسی وقت پورا کر دیا۔ حضرت سارہؓ کا اصرار تھا کہ چھوڑ آؤ۔ اللہ تعالیٰ نے دکھایا کہ وہ بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کچھ ایسی خوابیں بھی آ چکی تھیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ آپؑ خانہ کعبہ کو دوبارہ کھڑا کریں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود اس خانہ کعبہ کی تعمیر سے وابستہ ہے۔ ان ساری باتوں کے مدنظر آپؑ نے نہایت ہی حکیمانہ طریق پر اس خواب کو پورا کر دکھایا اور اپنے بیٹے اور بیوی کو لے کر اس بے آباد جگہ میں چھوڑ گئے جو واقعۃً ذبح کرنے کے مترادف تھا۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس واقعہ کا ذکر فرمایا ہے اور بہت ہی دردناک طریق پر ذکر فرمایا ہے۔ پیاس کی وجہ سے بیٹا تڑپ رہا تھا اور ایڑیاں رگڑ رہا تھا اور حضرت ہاجرہؓ سے دیکھا نہیں جاتا تھا، بے چینی سے کبھی اِس پہاڑی پر جاتی تھیں اور کبھی اُس پہاڑی پر اور نظر دوڑاتی تھیں کہ خدا کی رحمت کس طرف سے آئے گی؟ ذبح کرنا اس سے زیادہ اور کیا ہوتا ہے کہ تپتے ہوئے صحرا میں جہاں دن کے وقت بعض دفعہ گرمی 140 درجے تک پہنچ جاتی ہے وہاں بیٹے کو چھوڑ کر چلے جانا اور ان کے پاس کھانے کے لئے چند کھجوریں تھی جو ختم ہو گئیں، پانی کا ایک مشکیزہ تھا جو ختم ہو گیا اور اس حالت میں بچہ تڑپ رہا تھا۔ جب حضرت ہاجرہؓ نے فرشتے کی آواز سنی اور گھبرا کر دیکھا کہ یہ آواز کہاں سے آ رہی ہے پھر پتہ لگا کہ جس طرف بچہ کی ٹانگیں تھیں اس جگہ سے آواز آ رہی تھی اور دوڑ کر گئیں تو دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وہاں پانی کا چشمہ بہ رہا ہے۔

یہ وہ واقعہ ہے جس کے متعلق خدا تعالیٰ اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے قَدْصَدَّقْتَ الرُّءْیَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْن۔ تُو نے تو اپنی رؤیا پوری کر دی ہے۔ جو خواب کا اصل مفہوم تھا وہ یہی تھا کہ تو اسے ایک عظیم الشان رسول کی خاطر جو اس کی نسل سے پیدا ہونے والا ہے میری عبادت کے لئے بنائے جانے والے پہلے گھر کے قریب چھوڑ آ اور باوجود اس کے کہ وہاں اس کو تنہا چھوڑنا بغیر کسی سامان کے اسی طرح ہے جس طرح تو اپنے ہاتھوں سے بیٹے کو ذبح کر رہا ہو گا پھر بھی ہم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ قربانی کر، اس کے نتیجہ میں عظیم الشان نتائج پیدا ہوں گے۔

چنانچہ یہ رؤیا پوری کر چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْن اب تو تیری جزا کا وقت آیا ہوا تھا۔ اب جبکہ بیٹا یہاں آباد ہو گیا، بڑا ہو گیا، تیرے ساتھ دوڑا پھرتا ہے، یہ تو محسنین کی جزا کا دور شروع ہو چکا ہے تُو پھر دوبارہ قربانی کے لئے آمادہ ہو گیا؟ یعنی اب اس کی نسل سے اللہ تعالیٰ اس رسول کو پیدا فرمائے گا، اس جگہ ایک شہر آباد ہو گیا ہے، یہ تو ساری جزا ہے محسنین کی جو ہم ان کو دیا کرتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کردار کے اور بھی بعض باریک پہلو ہیں جو اس قربانی سے تعلق رکھتے ہیں اور یہاں بیان ہوئے ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دل ہمیشہ اللہ کے لئے کچھ نہ کچھ پیش کرنے کے لئے بلکہ سب کچھ پیش کرنے کے لئے تیار رہتا تھا لیکن اس کے باوجود جانتے تھے کہ ایک انسان کو اپنی قربانی پیش کرنے کا تو حق ہے دوسرے کی قربانی لینے کا کوئی حق نہیں اور یہی وہ بنیادی حقیقت ہے جس کو بھول کر مذاہب تباہ ہو جاتے ہیں۔ مذاہب کا آغاز ہوتا ہے اپنی قربانی دینے سے نہ کہ زبردستی دوسرے کی قربانی لینے سے یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس فعل میں یہ سبق بھی ملتا ہے کہ اپنی اولاد سے بھی زبردستی کسی کو قربانی لینے کا حق نہیں۔ ہر فرد آزاد پیدا ہوا ہے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ خدا کی راہ میں تمہاری اولاد قربانیاں کرے تو اس پر بھی تم جبر نہیں کر سکتے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انتظار کیا کہ بیٹا بڑا ہو اور بات سمجھنے کے قابل ہو جائے اور فیصلہ کرنے کے لائق ہو جائے پھر اس سے پوچھا کہ یہ میری رؤیا ہے اب تو بتا کہ تیرا کیا ارادہ ہے؟ کیا کرنا چاہئے؟ اتنی حیرت انگیز آزادیٔ ضمیر کا اظہار کیا ہے! باپ تھے اور اللہ تعالیٰ کے نبی تھے اگر چاہتے تو بغیر پوچھے اسے ذبح کر سکتے تھے لیکن آپؑ نے فرمایا نہیں، میرا دل چاہتا ہے لیکن میرے بیٹے کی جان الگ ہے، اس کا حق ہے۔ ہاں تربیت اس رنگ میں ضرور کی کہ جو جواب آپؑ چاہتے تھے وہی جواب دے۔

پس اس واقعہ میں دو بڑے گہرے سبق ہیں جو ہمیشہ زندہ رہنے والے ہیں۔ ایک یہ کہ مذاہب وہی زندہ رہیں گے جو اپنی قربانیاں پیش کرنے کے لئے تو آمادہ ہوں دوسروں کی زبردستی قربانیاں لینے کا دل میں خیال بھی نہ لائیں اور بگڑے ہوئے زمانوں میں یہ بات ہمیشہ الٹ جاتی ہے۔ بگڑے ہوئے مذاہب کو پہچاننا ہو تو اس حقیقت کو الٹا دیں جو ابراہیمی حقیقت ہے تو آپ کو بگڑے ہوئے مذاہب کی شکل نظر آ جائے گی۔ وہ اپنی قربانیاں پیش کرنے کے اہل نہیں رہتے لوگوں کے مال لوٹنے، لوگوں کی جانیں فنا کرنے، لوگوں کو ذبح کرنے کی تعلیم دینے اور گھروں کو آگ لگانے کی تعلیم دینے پر ہی ان کی تعلیم کا اکتفا ہوتا ہے۔ یہی ان کے مذہب کا خلاصہ ہے۔ گویا خود کچھ بھی خدا کی راہ میں پیش نہ کرو، لوگوں کے مال لوٹ لو اور وہ خدا کے حضور پیش کر دو تو یہ گویا جنت کا آسان نسخہ ہے۔ اپنی جانیں خدا کی راہ میں پیش کرنے کی توفیق نہیں پاتے تو لوگوں کے گلے کاٹو خدا کے نام پر اور ان کو ذبح کر کے ان کے سر خدا کے حضور پیش کر دو۔ یہ ابراہیمی قربانی کا الٹ ہے۔ جب مذہب بگڑتے ہیں تو اس وقت اس قسم کی قربانیاں نظر آ رہی ہوتی ہیں۔ اور جب مذاہب کا آغاز ہوتا ہے خصوصاً عظیم الشان مذاہب کا تو وہاں قربانیاں پیش کرنے والے آپ کو نظر آ رہے ہوتے ہیں، لوگوں سے زبردستی قربانیاں لینے والے نظر نہیں آتے یہاں تک کہ باپ بھی اپنے بیٹے پر ہاتھ نہیں ڈالتا باوجود اس کے کہ وہ سب سے زیادہ اس پر حق رکھتا ہے اور یہ حقیقت ہمیشہ کے لئے طے ہو جاتی ہے کہ سوائے خدا تعالیٰ کے کسی جان پر کسی دوسرے کا حق نہیں ہے۔

پھر دوسرا سبق اس واقعہ میں ہمیں یہ ملتا ہے کہ وہ لوگ جو واقعۃً اللہ کی راہ میں مٹ جانا چاہتے ہیں، فنا ہونا چاہتے ہیں، اپنی زندگیاں اپنے اموال پیش کرنا چاہتے ہیں ان کے دل میں اتنی گہری سچائی ہوتی ہے، اس حقیقت کے ساتھ اتنا اخلاص رکھتے ہیں کہ اپنی قربانی پیش کرنا کافی نہیں سمجھتے، ان کے دل کی تمنا یہ ہوتی ہے کہ ان کی اولادیں بھی اسی راہ میں فنا ہوتی رہیں اور اولادوں کی اولادیں بھی اسی راہ میں آگے بڑھتی رہیں اور قربانیاں پیش کرتی چلی جائیں اور قربانیوں کا یہ سلسلہ ختم ہی نہ ہو۔ یہ ان لوگوں کی تمنا ہوتی ہے جو حقیقتاً میں اللہ سے پیار کرتے ہیں اور خدا کی راہ میں جان فدا کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے لئے، اپنی اولاد کے لئے اور اولاد کی اولاد کے لئے دعا کیا کرتے تھے کہ وہ قربانیاں دینے والے بنیں اور میرے نقش قدم پر چلیں۔

اور ابراہیمی نقش قدم تھا کیا؟ بڑا واضح ہے۔ اوّل سے آخر تک خدا کے لئے آگ میں کود پڑنا اور پرواہ نہ کرنا۔ جو کام خدا کے ہیں ان کو پورا کر دینا اور پھر بھی یہ تمنا باقی رہ جانا کہ شاید میں نے ابھی پورا نہیں کیا۔ ابھی تو اس کی تعبیر پوری کی ہے اب اس کو من وعن پورا کروں گا تب میرے دل کو سکون ملے گا۔ تو دعا یہ کیا کرتے تھے کہ اے خدا! میرے جیسے اور پیدا کر۔ میری نسل میں سے بکثرت پیدا کر اور کرتا چلا جا اور اتنی حرص تھی آپؑ کی دعا میں کہ آپؑ یہ بھی دعا کیا کرتے تھے کہ اے خدا! میری ساری اولاد ایسی کر دے۔ یہاں تک کہ قبولیت کے وقت اللہ تعالیٰ کو یہ فرمانا پڑا قَالَ لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ (البقرۃ:125) ابراہیم! مَیں تیری تمنا پر نظر رکھ رہا ہوں۔ مَیں تیری دعاؤں کو قبول کرتا ہوں لیکن ظالموں کو تیری دعائیں نہیں پہنچ سکیں گی۔ جس طرح قربانی کرنے والا آزاد ہے اسی طرح ظلم کرنے والا بھی آزاد ہے۔ ہر شخص کو خدا نے مختار بنا دیا ہے اس لئے جو شخص شوق کے ساتھ اور طوعی طور پر تیری نسل میں سے قربانیوں کے لئے آمادہ ہو گا اس کو مقامات اور مرتبے عطا کریں گے لیکن جو لوگ اس کے لئے آمادہ نہیں ہوں گے ان کو ہم کچھ بھی عطا نہیں کریں گے۔

پھر اس واقعہ سے ایک اور پہلو بھی روشن ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب لوگ یہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنی اولاد خدا کے حضور پیش کریں تو تربیت بھی تو ویسی ہی کرتے ہیں۔ صرف منہ سے کہہ کر بات بھول نہیں جایا کرتے۔ چنانچہ اس کا اظہار ہمارے سامنے بھی کئی شکلوں میں ہوتا رہتا ہے۔

دراصل جماعت احمدیہ بھی اسی درخت کا پھل ہے جس کی جڑیں اُس وقت خانہ کعبہ کے قریب پیوست کی گئیں جس وقت یہ قربانی پیش کی جا رہی تھی۔ یہ وہی درخت ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان صورت میں ظاہر ہوا اور اس زمانہ میں اس درخت نے بے انتہا پھل دیئے۔ یہ وہی درخت ہے جس کی شاخوں پر قربانیوں کے حیرت انگیز پھل لگ رہے تھے، ایسے پھل جو گنے نہیں جاتے تھے، ایسی مٹھاس تھی ان میں، ایسی خوشبو تھی کہ کبھی دنیا نے روحانی طور پر کسی ایسے پھلدار درخت کو نہیں دیکھا تھا، نہ ایسے لذیذ، ایسے خوشبودار، ایسے دائم رہنے والے پھلوں کا کبھی نظارہ کیا تھا جیسا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس ابراہیمی درخت کو پھل لگے تھے۔

اور اب جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کہتے ہیں کہ مَیں ابراہیمؑ بھی ہوں تو خوب یاد رکھیں کہ آپؑ کی صورت میں دوبارہ ابراہیمی قربانیوں کو زندہ کرنے کا وقت آ گیا ہے۔ اسی درخت کو دوبارہ خدا تعالیٰ نے ثمر دار کر دیا ہے جس نے ایک عرصہ کے بعد پھل دینا بند کر دیا تھا۔ اور ان تمام آیات میں جتنے پیغامات ہیں یہ ماضی کے ساتھ تعلق نہیں رکھتے یہ آپ کی ذات کے ساتھ بھی تعلق رکھتے ہیں، اس حال کے ساتھ بھی تعلق رکھتے ہیں جس حال سے ہم گزر رہے ہیں اور احمدیت کے مستقبل کے ساتھ ہمیشہ تعلق رکھتے چلے جائیں گے اس لئے ضروری ہے کہ آپ ان پیغامات کو خوب تفصیل سے سمجھیں۔

باقی صفحہ نمبر9 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

آج کل چاہے وہ حکمران ہیں یا سیاستدان ہیں یا کوئی بھی ہے خدا سے زیادہ ان کو خوف اُن لوگوں کا ہے جو مذہب کے نام پر فساد پیدا کرتے ہیں اور ہر حکومت انہیں خوش کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

یہ سارے فساد جو ملک میں ہو رہے ہیں اور آفات بھی جو آرہی ہیں اگر غور کریں تو اس کا سبب زمانے کے امام کا نہ صرف انکار بلکہ اس کا استہزاء اور اس کے ماننے والوں پر ظلم ہے۔

باوجود اس کے کہ ہم پر زیادتیاں ہوتی ہیں اور ہو رہی ہیں اور آئندہ بھی ہوں گی ہم نے قانون کی پابندی کرنی ہے اور وقت کی حکومت کے خلاف کسی قسم کا بھی جو فساد ہے اس میں حصّہ نہیں لینا۔ ہمارا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔

اپنے اپنے حلقہ میں ،اپنے دائرے میں ان لوگوں کو بتانا چاہئے کہ سوچو، غور کرو کہ یہ سب کچھ جو ہو رہا ہے یہ اللہ کے قانون میں دخل اندازی کی وجہ سے تو نہیں ہو رہا۔ یہ خداتعالیٰ کی ناراضگی کی وجہ سے تو نہیں ؟

ہر جگہ کے احمدی ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ انہوں نے قانون کو کبھی اپنے ہاتھ میں نہیں لینا۔ قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنے حقوق حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ کسی مخالفت کی وجہ سے ہمدردی خلق سے ہاتھ نہیں اٹھانا۔ کسی مخالفت کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو جو حقیقی اسلام کا پیغام ہے، جو اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اسوہ رسول ﷺ کی تعلیم ہے اس کو پھیلانے سے پیچھے نہیں ہٹنا۔ پس یہ کام تو ہم نے کرنا ہے۔ اس کے لئے قربانیاں بھی دینی پڑیں گی، ابتلاء بھی آئیں گے۔

الٰہی جماعتوں کے ساتھ ہمیشہ یہ سلوک ہوتا بھی رہا ہے۔ لیکن انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کی مدد بھی آئے گی۔ ہمیشہ آتی ہے اور پہلے سے بڑھ کر اپنی قدرت کے نظارے اللہ تعالیٰ دکھاتا ہے۔ ہمارا کام پیغام پہنچانا اور ہمدردی بنی نوع ہے جو ہم نے کرنی ہے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 23/نومبر 2007ء بمطابق 23/نبوت 1386 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آج دنیا میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہر طرف ایک افراتفری کا عالم ہے۔ چاہے وہ مشرقی ممالک ہوں یا مغربی، ترقی یافتہ کہلانے والے ممالک ہوں یا ترقی پذیر یا نسبتی لحاظ سے غیر ترقی یافتہ۔ بعض ملک یا ملکوں کے رہنے والے اپنے ملکوں کے اندر فسادوں کی وجہ سے پریشان ہیں اور خوف کا شکار ہیں۔ بعض دوسرے ممالک اَور حکومتوں کی دخل اندازیوں کی وجہ سے خوف کا شکار ہیں۔ بعض دہشت گردوں کی کارروائیوں کی وجہ سے پریشان ہیں اور خوف کا شکار ہیں۔ یہ دہشت گردی سیاسی وجوہات کی وجہ سے ہو یا نام نہاد مذہب کی وجہ سے۔ نام نہاد مَیں اس لئے کہتا ہوں کہ مذہب کے نام پر یا مذہب کی طرف منسوب کرکے جو دہشت گردی ہوتی ہے اور اس منسوب کرنے والوں میں جیسا کہ مَیں نے کہا کچھ تو مذہب کے نام پر کرنے والے ہیں اور کچھ خود ساختہ تصور پیدا کرکے اور خاص طور پر اسلام کے خلاف تصور پیدا کرکے پھر اس کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں۔ بہرحال مذہب کبھی بھی دہشت گردی کی تعلیم نہیں دیتا اور خاص طور پر اسلام کی تعلیم تو کلیتًا اِس حرکت کے خلاف ہے اور پھر کسی حکومت میں رہ کر اس کا شہری ہو کر پھر اس قسم کی حرکتیں کرنا تو کسی بھی صورت میں اسلام میں قابل قبول نہیں ہے۔ لیکن بدقسمتی ہے کہ انسانیت اور خدا کی مخلوق پر بعض طبقات کی طرف سے ظلم خدا کے نام پر ہوتا ہے۔ پھر بعض ممالک جنگ کے خوف کی وجہ سے پریشان ہیں۔ بعض کو قدرتی آفات نے گھیرا ہوا ہے اور ان ملکوں میں بسنے والے پریشانی اور خوف کا شکار ہیں۔ غرض کہ آج ہر ہمدردِ انسانیت اور خدا کا خوف رکھنے والا دل اس امر کی طرف متوجہ ہے اور غور کرتا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ مکمل طور پر کہیں بھی کسی کو اطمینان قلب اور امن نصیب نہیں ہے اور اس درد کے ساتھ فی زمانہ صرف احمدی سوچتا ہے۔ مجھے ڈاک میں اکثر خطوط ملتے ہیں کہ دنیا کے امن کے لئے، ملک کے امن کے لئے دعا کریں۔ یہ خطوط لکھنے والے گو کہ چند ایک ہوں گے لیکن مجھے علم ہے، کئی ذریعوں سے علم ہوتا رہتا ہے کہ اکثریت احمدیوں کی دنیا کے یا اپنے اپنے ملکوں کے حالات کی وجہ سے پریشان ہے کہ کس قسم کے پریشان کن حالات ملکوں میں، دنیا میں پیدا ہوئے ہوئے ہیں۔ اور یہ جو سوچ ہے یہ اُس انقلاب کا نتیجہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ماننے والوں کے دلوں میں پیدا کیا۔ یہ جذبات اِس وجہ سے احمدی کے دل میں پیدا ہوتے ہیں کہ اُس کی ایمانی حالت کو اس زمانے کے امام نے بدلا ہے۔ خدا کا خوف اور خدا کی مخلوق سے ہمدردی اس کے دل میں پیدا کی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف جگہ پر اپنی بعثت کی غرض بیان فرمائی ہے۔ آپؑ یہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ’’مَیں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں کیونکہ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں نہایت کمزور ہوگئی ہیں اور عالَم آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے اور ہر ایک انسان اپنی عملی حالت سے بتا رہا ہے کہ وہ جیسا کہ یقین دنیا اور دنیا کی جاہ و مراتب پر رکھتا ہے اور جیسا کہ اُس کو بھروسہ دنیوی اسباب پر ہے، یہ یقین اور یہ بھروسہ ہرگز اس کو خدا تعالیٰ اور عالم آخرت پر نہیں۔ زبانوں پر بہت کچھ ہے مگر دلوں میں دنیا کی محبت کا غلبہ ہے۔ ......سو مَیں بھیجا گیا ہوں کہ تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آئے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو۔

(کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد 13صفحہ291-293۔حاشیہ۔ مطبوعہ لندن)

پھر آپؑ فرماتے ہیں۔ وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہوگئی ہے اس کو دُور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہوگئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں‘‘۔

(لیکچر لاہور۔ روحانی خزائن جلد 20صفحہ180۔مطبوعہ لندن)

آپؑ فرماتے ہیں’’ قرآن شریف کے بڑے حکم دو ہی ہیں، ایک توحید و محبت و اطاعت باری عزّ اِسمہ دوسری ہمدردی اپنے بھائیوں اور بنی نوع کی‘‘۔

پس خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اس زمانے کے امام کو ماننے والے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے زمانے کی اصلاح کے لئے اُس وقت بھیجا جب دنیا میں ہر طرف فساد اور خود غرضی کا دَور دَورہ تھا۔ اس امام کو ماننے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اُن برائیوں اور فسادوں سے بچنے کے راستے دکھا دیئے۔ اب یہ ہر احمدی کا کام ہے کہ توحید کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے کوشش کرے۔ خدا سے ذاتی تعلق پیدا کرے۔ مخلوق کی ہمدردی میں ہر وقت کوشاں رہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ گزشتہ سو سال سے زائد عرصہ سے ہمدردی کے جذبہ کے تحت ان فرائض کی ادائیگی کے لئے حتی المقدور کوشش کرتی ہے۔ اور اس وجہ سے ہی کہ ہمارے دلوں میں ہمدردی ہے، ہمیں ان لوگوں کو ان آفات کی اور ان فسادات کی وجوہات بھی بتانی چاہئیں۔ دنیا کے ہر شخص تک یہ پیغام پہنچانا چاہئے کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ اپنے اپنے حلقہ احباب میں بھی، اخباروں کو خطوط لکھ کر یا دوسرے ذرائع استعمال کر کے دنیا کو اب پہلے سے زیادہ کوشش کے ساتھ یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ اگر خدا کو نہیں پہچانو گے، اگر اس کے قوانین پر عمل نہیں کرو گے تو یہ بے چینی کبھی ختم نہیں ہوگی، یہ فساد کبھی ختم نہیں ہوں گے، یہ ارضی اور سماوی آفات کبھی ختم نہیں ہوں گی۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے کے ساتھ استہزاء اور حد سے زیادہ زیادتیوں میں بڑھنا اور اس پر ڈھٹائی اور ضد سے قائم رہنا یہ سب چیزیں ایسی ہیں جو کبھی دنیا کا امن اور سکون قائم نہیں رہنے دیں گی۔

اب آفات کو ہی لے لیں، جہاں ان کی شدت بڑھ رہی ہے، ان کی تعداد میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ ان موسمی آفات کو زمینی، موسمی اور مختلف تغیرات کی وجہ قرار دیا جاتا ہے لیکن یہ بھی دیکھنے والی چیز ہے اور دنیا کو بتانے کی ضرورت ہے کہ سو سال پہلے ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے اور میری تائید میں اللہ تعالیٰ زمینی اور سماوی نشانات دکھائے گا۔ زلزلے آئیں گے، آفتیں آئیں گی، تباہیاں ہوں گی اگر لوگوں نے توجہ نہ دی۔ اور اس کے بعد ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ باتیں سچ ہوتی نظر آ رہی ہیں۔ زلزلے بھی اس کثرت اور اس شدّت سے آ رہے ہیں جن کی مثال سو سال پہلے کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

اب گزشتہ دنوں بنگلہ دیش میں بڑا سخت طوفان آیا۔ کہتے ہیں کہ 47 سال بعد ایسا طوفان آیا ہے۔ اس میں ایک اندازے کے مطابق 15 ہزار اموات متوقع ہیں۔ متوقع اس لئے کہ ابھی تک سیلاب زدہ علاقوں میں، طوفان زدہ علاقوں میں مکمل طور پر رسائی نہیں ہو سکی کہ نقصان کا اندازہ لگایا جا سکے۔ 6 لاکھ افراد بے گھر ہوئے۔ اس علاقے میں احمدیوں کی بھی کچھ تعداد ہے، جن کا مالی نقصان ہوا ہے۔ ظاہر ہے طوفان جب آتے ہیں تو مالی نقصان تو ہوتا ہے۔ لیکن ابھی تک اطلاع کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل سے کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ احمدیوں کو محفوظ رکھے۔

ہیومینیٹی فرسٹ کے رضا کار، یوکے سے بھی اور کینیڈا سے بھی مدد کا سامان لے کر وہاں جا رہے ہیں۔ جماعت ہمدردی کے جذبے کے تحت وہاں کام کرنے جا رہی ہے اور ہر اس جگہ پہنچتی ہے جہاں بھی کوئی ستم زدہ یا مصیبت زدہ مدد کے لئے پکارے۔ گزشتہ ایک دو سال سے احمدیوں کے حالات بنگلہ دیش میں مُلّاں نے کافی تنگ کئے ہوئے ہیں۔ جلسے جلوس توڑ پھوڑ مسجدوں کو نقصان پہنچانا۔ اب مُلّاں کی یہ عادت بن چکی ہے کہ اَن پڑھ اور معصوم عوام کو اسلام کے نام پر ابھار کر ظلم کروائے جائیں اور وہ کروا رہے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود جماعت ہر ضرورت مند کی مدد کرتی ہے کیونکہ یہ ایک احمدی کی امتیازی خصوصیت ہے اور ہونی چاہئے اور یہی فرق ہے جو ایک احمدی اور غیر میں ہے۔ اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ میرے کاموں میں سے ایک اہم کام بنی نوع سے ہمدردی ہے۔

پھر بنگلہ دیش کیا، پاکستان جہاں احمدیوں کے خلاف ایک ظالمانہ قانون بنا کر احمدیوں کی مذہبی آزادی کے حق کو غصب کیا گیا۔ خدائے واحد و یگانہ کا حقیقی فہم و ادراک رکھنے والے اور ہر قسم کے شرک سے پاک معصوم احمدیوں کو اَللّٰہُ اَکْبَر کہنے پر پابندی لگا دی گئی۔ عشق رسول عربی ﷺ سے سرشار لوگوں کو حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود بھیجنے سے منع کیا گیا اور اس جرم کی سزا یا ان جرموں کی سزا کئی سال قید ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ احمدیوں کے دلوں سے نہ یہ قانون اللہ تعالیٰ کی محبت چھین سکے، نہ عشق رسولؐ کے اظہار سے دلوں پر پابندی لگا سکے۔ لیکن کہنا مَیں یہ چاہتا ہوں کہ اِن ظلموں کے باوجود جب پاکستان میں تقریباً دو سال ہوئے شدید زلزلہ آیا جس سے لاکھوں افراد لقمۂ اجل بن گئے۔ کئی آبادیاں زمین میں دفن ہوگئیں، کئی آبادیاں زمین بوس ہوگئیں تو اس وقت بھی ان سب ظلموں کے باوجود، جو حکومت اپنے قانون کے تحت احمدیوں سے روا رکھتی ہے جماعت نے دل کھول کر آفت زدہ اور مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کی۔ کیمپ لگائے، کئی مہینے خوراک مہیا کی، علاج معالجہ کی سہولت مہیا کی۔ باوجود اس کے کہ ہمارے کیمپ میں دوائیوں اور دوسری اشیاء کے سٹور پر ایک دفعہ مخالفین نے آگ بھی لگا دی لیکن ہمدردی کے جذبے کے تحت ہم نے اس کام میں فرق نہیں آنے دیا۔

پھر زلزلے کے بعد اعصابی امراض کی شکایت بھی بڑھ جاتی ہے، لوگ خوفزدہ ہوتے ہیں تو کشمیر کے ایک علاقے میں اعصابی امراض کے لئے کروڑوں روپیہ خرچ کر کے ہیومینیٹی فرسٹ نے اعصابی امراض کا ایک وارڈ بنایا، جسے پورا Equiped کیا۔ تو ہم نے تو ان کے ظلم کے باوجود اپنا کام کیا اور کئے جاتے ہیں کہ ہماری فطرت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بات پیدا کر دی ہے کہ تم نے بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی کرنی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے پیارے کی حمایت میں وارننگ دیتا ہے اور دیتا چلا جا رہا ہے اگر ان لوگوں کو سمجھ آ جائے۔

اب دیکھیں ایک زلزلہ آیا۔ ملک کے ویسے حالات پہلے کیا تھے؟ اور پھر اس میں بد سے بدتر حالات ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ سیاسی بھی، معاشی بھی۔ اب پاکستان میں ہر طرف بے چینی، فساد، قتل و غارت عام پھیلا ہوا ہے۔ حکومت وقت کچھ کہتی ہے تو اسی بات کے مخالف حکومتی کارندے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حکومت ایک بات کہتی ہے تو عدلیہ دوسری بات کہہ دیتی ہے۔ سیاستدان ہیں، وہ ملک کی ہمدردی کی بجائے، ذاتی اناؤں اور عزتوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ پاکستان کا ہر شہری جانتا ہے کہ لاقانونیت زوروں پر ہے۔ قانون توڑنے والے بھی اور قانون نافذ کرنے والے بھی اور عدل قائم کرنے والے بھی سب اس دوڑ میں لگے ہوئے ہیں کہ اپنی عزتوں کی حفاظت کی جائے اور ملک کو داؤ پر لگا یا دیا جائے۔ پہلے اسلام آباد میں حکومت کے اندر حکومت تھی۔ اب سوات میں بغاوت پھیلی ہوئی ہے۔ وہی لوگ جو حکومت کے پروردہ تھے وہی حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ سوات میں دیکھیں کیا ہو رہا ہے۔ ایک اخبار میں ایک کالم نویس نے کھل کر یہ لکھا ہے کہ یہی شخص جس نے سوات میں اپنی الگ حکومت قائم کی ہے، حکومت کے سامنے سب کچھ کرتا رہا بلکہ اسے حکومت کی مدد بھی حاصل رہی اور جب وہ زور پکڑ گیا اور بغاوت پر آمادہ ہو گیا تو اب حکومت وہاں فوج کا استعمال کر رہی ہے۔ فوج ملک کے اندر امن و امان قائم کرنے کے لئے استعمال ہو رہی ہے۔ باہر کے دشمن سے تو کوئی خطرہ نہیں، اندر کا دشمن جو سب سے زیادہ خطرناک ہے وہ ملک کو تباہ کرنے کی کوشش میں ہے اور فوج کا کام اب اس کو کنٹرول کرنا رہ گیا ہے۔ 74ء میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے والے اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے والے جو یہ کہتے تھے کہ ربوہ میں احمدیوں نے اپنی حکومت قائم کی ہے۔ اب یہ بتائیں کہ احمدیوں نے اپنی حکومت قائم کی ہوئی تھی یا اب مختلف جگہوں پر ملک کے اندر حکومتیں قائم ہو چکی ہیں۔ بعض جگہ تو حکومت بالکل بے بس نظر آتی ہے۔

احمدی تو قانون کی پابندی کرنے والے ہیں، ہمیشہ رہے ہیں، اور رہیں گے انشاء اللہ۔ انہوں نے تو قانون کے احترام میں اپنی ملکیتی زمین جو دارالنصر میں دریا کی طرف، دریا کے قریب، ربوہ کی زمین تھی وہاں پر قبضہ کرنے والوں سے لڑائی کی بجائے قانون کا سہارا لیا۔ لیکن قانون وہی ہے کہ طاقت والے سے ڈرو اور طاقت والے کے کام کرو۔ ہائی کورٹ نے یہ فیصلہ تو کر دیا کہ اس وقت تک کوئی فریق اس پر کسی قسم کا تصرف نہیں کر سکتا، کوئی تعمیر نہیں کر سکتا جب تک کورٹ فیصلہ نہ کرے۔ لیکن آج 30-32 سال کے بعد بھی کورٹ کو فیصلہ کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ احمدی تو اس حکم کی پابندی کر رہے ہیں۔ لیکن دوسرا فریق جو اسلام کے نام پر ناجائز قبضہ کرنے والوں کا گروپ ہے تعمیر پر تعمیر کرتا چلا جا رہا ہے اور جب ہائی

کورٹ کو کہو کہ یہ ہائی کورٹ کے حکم کی خلاف ورزی ہو رہی ہے اور یہ ہتک عدالت ہے تو کورٹ کا جواب یہ ہوتا ہے کہ ہتک ہماری ہو رہی ہے، تمہیں کیا فرق پڑتا ہے۔ بالکل دوہرے معیار ان کے حکموں اور فیصلوں کے ہوگئے ہیں۔ کہنے کو عدلیہ بڑی انصاف پسند ہے۔ غرض کہ ہر طبقہ، ہر محکمہ، کرپشن کے جو اعلیٰ ترین معیار ہیں ان کو چھو رہا ہے۔ نیکی کے معیار حاصل نہیں کر رہے، برائیوں کے معیار حاصل کرنے کی طرف دوڑ لگی ہوئی ہے اور اس کی وجہ وہی ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ایمانی حالتیں انتہائی کمزور ہوگئی ہیں اور عالم آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے۔ پس آج کل تو لگتا ہے کہ ان نام نہاد اسلام کے ٹھیکے داروں کا ایمان دنیا اور اس کے جاہ و مراتب ہیں۔ یہ سارے فساد جو ملک میں ہو رہے ہیں اور آفات بھی جو آ رہی ہیں، اگر غور کریں تو اس کا سبب زمانے کے امام کا نہ صرف انکار بلکہ اس کا استہزاء اور اس کے ماننے والوں پر ظلم ہے۔

اب ایمرجنسی پاکستان میں نافذ ہوئی تو فوراً ساتھ ہی دستور کو بھی کالعدم قرار دے دیا۔ یہ علیحدہ بحث ہے کہ اختیار ہے یا نہیں یا اس کی کیا قانونی اور آئینی حیثیت ہے لیکن جیسا کہ ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے کہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔ ملک میں یہی ہوتا آیا ہے۔ انہوں نے ایمرجنسی بنائی اور دستور کو کالعدم کر دیا۔ لیکن یہ قانون اتنے جوش اور غصے میں بھی نہیں بنایا گیا۔ اتنے ہوش و حواس ان کے قائم رہے کہ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے والی جو شقیں ہیں وہ قائم رہیں گی، ان کو نہیں چھیڑا گیا۔ خاص طور پر اناؤنس کیا گیا کہ وہ قائم ہیں۔ تو آج کل چاہے وہ حکمران ہیں یا سیاستدان ہیں یا کوئی بھی ہے خدا سے زیادہ ان کو خوف ان لوگوں کا ہے جو مذہب کے نام پر فساد پیدا کرتے ہیں اور ہر حکومت انہیں خوش کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

پس جیسا کہ مَیں نے گزشتہ خطبہ میں بھی کہا تھا کہ ملک کے لئے دعائیں کریں اور دعاؤں کے ساتھ جو پاکستان میں رہنے والے احمدی ہیں، کسی کو بھی، کسی بھی طرح، کسی بھی شکل میں ان فسادوں میں حصہ دار نہیں بننا چاہئے۔ باوجود اس کے کہ ہم پر زیادتیاں ہوتی ہیں اور ہو رہی ہیں اور آئندہ بھی ہوں گی، ہم نے قانون کی پابندی کرنی ہے اور وقت کی حکومت کے خلاف کسی قسم کا بھی جو فساد ہے اس میں حصہ نہیں لینا۔ ہمارا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے اور جس حد تک ہو سکے یہ کرنا چاہئے کہ اپنے اپنے حلقے میں، اپنے دائرے میں ان لوگوں کو یہ بتانا چاہئے کہ سوچو، غور کرو کہ یہ سب کچھ جو ہو رہا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے قانون میں دخل اندازی کی وجہ سے تو نہیں ہو رہا؟۔ یہ ہلکے ہلکے جو جھٹکے دیئے جا رہے ہیں یہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی کی وجہ سے تو نہیں؟ اب غیر لکھنے والے بھی لکھنے لگ گئے ہیں۔ (غیر سے مراد جو احمدی نہیں ہیں ان کے اپنے لوگ) اور کہنے والے یہ کہنے لگ گئے ہیں، اخباروں میں بھی آتا ہے، اَور جگہ بھی بیانات آتے ہیں، گزشتہ کسی خطبہ میں کچھ بیان پڑھ کر بھی سنائے تھے کہ یہ سب کچھ جو ہو رہا ہے یہ خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے کی وجہ سے ہے۔ لیکن ان کو یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ خدا تعالیٰ کیوں ناراض ہو رہا ہے؟ غور کریں کہ کیوں ناراض ہو رہا ہے۔ ایک دعویٰ کرنے والے نے یہ اعلان کیا تھا کہ خدا میری تائید میں نشانات دکھائے گا۔ ان نشانوں کو دیکھو اور غور کرو اور خدا کے بھیجے ہوئے کے انکار سے باز آؤ۔ اللہ تعالیٰ ظالم کو نہیں چھوڑتا۔ دنیا کے نمونے ہمارے سامنے ہیں۔ پاکستان میں صرف ظالمانہ قانون ہی اسمبلی نے پاس نہیں کیا بلکہ اس وجہ سے کئی احمدی صرف اس لئے شہید کئے گئے اور آج تک کئے جا رہے ہیں کہ وہ احمدی ہیں، وہ زمانے کے امام کو ماننے والے ہیں۔ اس قانون نے جرأت دلائی ہے کہ ظالم اپنے ظلموں پر بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ گو اب حکومت نے، عدالت نے بعض جگہ ایسے ظالموں کو ایک دو کیسز میں سزائیں بھی دی ہیں لیکن جب تک ظالمانہ قانون قائم ہے جو حکومت بھی آئے گی وہ ان ظلموں میں برابر کی شریک ہوگی۔

بہرحال ہم نے ان دنیا والوں سے تو کچھ نہیں لینا لیکن ہمدردی کے جذبات سے اور یہ بات کہ وطن سے محبت ایمان کا حصہ ہے، ہم حکومت کو بھی اور عوام کو بھی توجہ دلاتے ہیں کہ اگر امن قائم کرنا ہے اور خدا کی پکڑ سے باہر آنا ہے تو انصاف کے تقاضے پورے کرو۔

اپنے ہمسایہ ملک افغانستان سے سبق سیکھو جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں دو شہید کئے گئے۔ جن کے ذکر میں آپؑ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ ’’اس مصیبت اور اس سخت صدمے سے تم غمگین اور اداس مت ہو کیونکہ اگر دو آدمی تم میں سے مارے گئے تو خدا تمہارے ساتھ ہے۔ وہ دو کے عوض ایک قوم تمہارے پاس لائے گا اور وہ اپنے بندے کے لئے کافی ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے‘‘۔

(تذکرۃ الشہادتین۔روحانی خزائن جلد 20صفحہ73)

پس آج بھی جو شخص احمدیت کی وجہ سے شہید کیا جاتا ہے اور اپنے ایمان پر حرف نہیں آنے دیتا وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے وعدوں سے حصہ پانے والا ہے۔ کیا ان دو کو شہید کر کے احمدیت کا جو پودا تھا اس کو بادشاہ وقت نے اکھیڑ دیا؟ کیا دنیا سے اس وجہ سے احمدیت ختم ہوگئی؟ آج گو تھوڑی تعداد میں ہی سہی لیکن احمدی افغانستان میں بھی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق قومیں جماعت میں شامل کی ہیں۔ ہر قوم کے سعید فطرت جماعت میں شامل ہو رہے ہیں لیکن آپؑ نے افغانستان کی سرزمین کے بارے میں جو انذار فرمایا تھا اس کو ہم آج تک پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ آج تک افغانستان میں بے امنی کی کیفیت ہے۔

خدا کے مسیح کے الفاظ یہ ہیں کہ ’’ہائے اس نادان امیر نے کیا کیا کہ ایسے معصوم شخص کو کمال بے دردی سے قتل کر کے اپنے تئیں تباہ کر لیا..........‘‘۔

فرماتے ہیں ’’اے کابل کی زمین! تو گواہ رہ کہ تیرے پر سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا۔ اے بدقسمت زمین! تو خدا کی نظر سے گر گئی کہ تو اس ظلم عظیم کی جگہ ہے‘‘۔

(تذکرۃ الشہادتین۔روحانی خزائن جلد 20صفحہ74)

پس ہر عقل رکھنے والے اور دیکھنے والی آنکھ کے لئے یہ کافی ثبوت اس بات کا ہونا چاہئے کہ جو شخص ان الفاظ کا کہنے والا ہے وہ یقیناً خدا کا مرسل ہے۔ خدا کی طرف منسوب کر کے ایک بات کہہ رہا ہے اور آج سو سال بعد تک ہم ان الفاظ کے اثرات دیکھ رہے ہیں۔ وہ بادشاہ جو مولویوں سے ڈر گیا تھا کیا اسے کوئی مولوی بچا سکا؟ یا اس کے خاندان کو بچا سکا؟ اور پھر آج تک کی بے امنی کی کیفیت کیا اس بات کا کافی ثبوت نہیں کہ یہ الفاظ، یہ انذار خدا کے خاص بندے کے ہیں؟

مَیں صرف اہل وطن کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ عقل کے ناخن لو، حکومت بھی اور پڑھے لکھے عوام بھی کہ لوگوں کو خدا نہ بناؤ، خدا کا حقیقی خوف اپنے دل میں پیدا کرو۔ پاکستان کی سرزمین مسلمانوں کی آزادی کے لئے لی گئی تھی اور اس سوچ کے ساتھ قائداعظم نے یہ ملک بنایا تھا کہ مسلمانوں کو ظلم سے نکالا جائے۔ اسلام کی خوبصورت تعلیم کو لاگو کیا جائے، اس طرح کہ تمام مذاہب کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی آزادی کا حق دیا جائے۔ انصاف کے ساتھ پاکستان کے ہر شہری کے حقوق ادا ہوں، بلا امتیاز اس کے کہ وہ کس مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن اگر حکومتیں دوسروں کے مذہب میں دخل اندازی شروع کر دیں، اگر انصاف کا فقدان ہو، اگر ایک طبقے کے حقوق پامال ہوں اور دوسرے کے لئے کہا جائے کہ ٹھیک ہے جو کر رہا ہے وہ کرے، اگر ہتک ہے تو عدالت کی ہے تمہیں کیا؟ تو یہ انصاف نہیں، ظلم ہے۔ پس جب دنیاوی انصاف کے تقاضے بھی پورے نہ کئے جائیں اور اللہ والوں کو مذہب کے نام پر ظلم کی چکّی میں پیسا جائے تو ایسے لوگ، ایسی حکومتیں پھر خدا تعالیٰ کے انعاموں کی حقدار نہیں ٹھہرتیں۔ اس لئے اہل وطن بھی اللہ کا خوف کریں، ہم احمدی بھی سب سے بڑھ کر اپنے وطن سے محبت کرنے والے ہیں۔ پاکستان کی خاطر ہم نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے ہیں۔ تقسیم کے وقت بھی جب پاکستان معرض وجود میں آیا، اُس وقت بھی ہم نے جانوں کے نذرانے پیش کئے اور اس کے لئے بڑا کردار ادا کیا۔ پاکستان کی آزادی میں احمدیوں کا سب سے زیادہ کردار ہے اور مختلف جنگوں میں بھی۔ آج بھی ہم اہل وطن کی خدمت اور ملک کی ترقی کے لئے اپنے وسائل استعمال کرتے ہیں جیسا کہ زلزلہ زدگان کی امداد کے سلسلہ میں بیان کر چکا ہوں۔ آج مَیں سمجھتا ہوں کہ پاکستانی احمدی ہی ہیں جو کہ دنیا کے کسی بھی ملک میں رہتے ہیں جو سب سے زیادہ پاکستان کی بقا اور سالمیت کے لئے کوشش کرتے ہیں اور دعا بھی کرتے ہیں اور ہمارا کام بھی یہی ہے کہ اس کوشش میں اہل وطن کو اپنے اپنے حلقہ میں جیسا کہ مَیں نے کہا بتائیں کہ خدا کا خوف کرو اور ملک کو داؤ پر نہ لگاؤ۔

پاکستان میں بہت بڑی تعداد احمدیوں کی ہے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ احمدیوں کی دعائیں ہی ہیں کہ جن کی وجہ سے پاکستان بچا ہوا ہے۔ ورنہ یہ جو نام نہاد محبّ وطن ہیں، ان کے کام ایسے نہیں ہیں کہ جو پاکستان کو بچا سکیں۔ ان کی تو ہر کوشش ایسی ہے کہ پاکستان کے توڑنے کے درپے ہیں۔ ہر ایک نے پاکستان کو داؤ پر لگایا ہوا ہے۔ حیرت ہوتی ہے خبریں دیکھ کر۔ یہاں یورپین پارلیمنٹ کی کارروائی مَیں نے ٹی وی پر دیکھی، وہاں ایک ممبر پارلیمنٹ اس بات سے سخت اختلاف کر رہی تھیں اور بڑی شدت سے اس بات کا ردّ کر رہی تھیں کہ پاکستان کی امداد بند کی جائے کیونکہ بعض پاکستانی سیاسی حلقوں سے ہی یہ شور تھا۔ ان کی دلیل یہ تھی کہ غریب عوام پر اس کا اثر ہوگا۔ جس مقصد کے لئے ہم امداد دے رہے ہیں وہ جاری رہنی چاہئے۔ یہ

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ایک علیحدہ مسئلہ ہے کہ پاکستان کو امداد لینی چاہئے یا نہیں، ضرورت ہے کہ نہیں لیکن مَیں سوچ بتا رہا ہوں۔ جبکہ اس کے مقابلے میں ہمارے سیاستدانوں میں ایک لیڈر صاحبہ یہ فرما رہی تھیں اور اسی طرح دوسرے لیڈر بھی کہ یورپین یونین اور یورپی ممالک پہ زور دیا جائے کہ پاکستان کی امداد بند کریں اور پھر اس طرح حکومت دباؤ میں آئے گی۔ تو یہ ہیں ملک کے ہمدرد جو شور مچاتے ہیں کہ ہم ہی ملک کو بچانے والے ہیں۔ غیروں کو بلایا جاتا ہے، ان سے کوششیں کرائی جاتی ہیں کہ آؤ اور ہماری مدد کرو بلکہ بعض تو اس حد تک بڑھ جاتے ہیں کہ یوں لگتا ہے کہ گو الفاظ میں تو نہیں لیکن عملاً یہ دعوت دے رہے ہیں کہ آؤ اور ہمارے ملک کو سنبھالو۔ پس یہ لوگ تو ملک کے ہمدرد نہیں بلکہ ملک کو نقصان پہنچانے والے ہیں۔

اس بات پر فخر ہے، یہ لیڈر اس بات پر بڑے خوش ہیں کہ ہم نے 90 سالہ مسئلہ حل کر دیا۔ اللہ رحم کرے ہمارے ملک پر بھی اور ان عقل کے اندھوں کی بھی آنکھیں کھولے۔ اگر ان کی اصلاح نہیں ہو سکتی تو ایسے لیڈر ملک کو دے جو ملک کا دَرد رکھنے والے ہوں، غریبوں کا خیال رکھنے والے ہوں۔ اپنی ذاتی اَناؤں اور مفادات کی بجائے ملک کے مفاد میں کام کرنے والے ہوں۔ پس اس لحاظ سے ہر احمدی کو دعا کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ خاص طور پر پاکستانی احمدیوں کو جو پاکستان میں بھی رہتے ہیں اور باہر کی دنیا میں بھی رہتے ہیں۔

پھر انڈونیشیا کے جو جماعتی حالات ہیں ان کا مَیں ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ آج کل پھر وہاں اُبال آیا ہوا ہے۔ بعض دور دراز کے چھوٹے قصبوں میں جہاں احمدی تھوڑی تعداد میں ہیں انہیں پھر ظلم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ ان کے گھروں پر حملے کئے جا رہے ہیں۔ مسجدوں پر حملے کر کے انہیں گرایا جا رہا ہے۔ ڈرایا دھمکایا جا رہا ہے تا کہ جماعت چھوڑ دیں۔ اور مقامی طور پر اس کی پشت پناہی بعض حکومتی ادارے کر رہے ہوتے ہیں تا کہ اس فساد کے حوالے سے پھر حکومت پر دباؤ ڈالا جائے کہ کیونکہ اس وجہ سے احمدیوں کی جانوں کو خطرہ ہے (وہی پاکستان والی حکمت عملی اور یا کم از کم جواب جو بیرونی دنیا کو پاکستانی حکومتیں دیتی ہیں کہ ان کی جانوں کو خطرہ ہے اور امن وامان کی صورتحال بھی خراب ہونے کا خدشہ ہے)۔ اس لئے ان کو اسمبلی میں حکومتی سطح پر غیر مسلم قرار دیا جائے تبھی امن قائم ہو سکتا ہے۔ تو بڑی پلاننگ سے اب انہوں نے یہ ترکیب استعمال کی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان کے تمام مکروں کو توڑنے والا ہے اور انشاء اللہ توڑے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ ان کا یہ خیال کہ ہم اس طرح احمدیت کا خاتمہ کریں گے کبھی بھی صحیح ثابت نہیں ہو سکتا۔ یہ ان لوگوں کی بڑی خام خیالی ہے۔ پچھلے سو سال سے زائد عرصہ سے یہ کوشش ہو رہی ہے لیکن جہاں بھی کوشش ہوئی ہمیشہ ناکام ہوئے ہیں۔ اگر کسی انسان کا کام ہوتا تو کب کی جماعت احمدیہ ختم ہو چکی ہوتی۔ لیکن یہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے اور اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ ہے کہ بڑھے گا اور پھولے اور پھلے گا انشاء اللہ۔ کوئی نہیں جو اس کو ختم کر سکے۔ پس اس بات کی تو کوئی فکر نہیں کہ یہ لوگ احمدیت کو ختم کر سکیں یا انڈونیشیا سے ختم کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں بھی بڑے مضبوط ایمان کے اور قربانیاں کرنے والے احمدی ہیں۔ اگر کہیں کوئی اِکّا دُکّا خوفزدہ ہو کر کچھ عرصہ کے لئے کوئی کمزوریٔ ایمان دکھاتا ہے یا یہ کسی کو خوفزدہ کر لیں تو اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ مضبوط ایمان کے احمدی عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ یہی سلوک رہا ہے۔ پاکستان میں غیر مسلم قرار دے کر اس زُعم میں کہ احمدیوں کے ہاتھ میں کشکول پکڑا دوں گا کیا نتیجہ نکلا؟ احمدیت کو تو اللہ تعالیٰ نے پہلے سے بڑھ کر وسعت عطا کی۔ دوسرے نے اور بھی سخت قانون بنایا کہ اب تو کوئی راہ فرار نہیں ہے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ تیزی سے احمدیت پھیلی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پیغام پہنچانے کے وہ وسائل بھی مہیا فرما دیئے جو اگر انسانی منصوبہ بندی ہوتی تو شاید اس پر عمل کرنے کے لئے ہمیں مزید کئی سال درکار ہوتے۔

اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو وعدہ ہے کہ مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا یہ ہر روز نئی شان سے پورا ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی تو کوئی فکر نہیں کہ یہ احمدیت کو ختم کر سکیں گے یا احمدی کے ایمان کو متزلزل کر سکیں گے لیکن یہ فکر ضرور ہے اور اس کے لئے دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ہر شر سے محفوظ رکھے۔ انڈونیشیا کے احمدی اور دنیا کے رہنے والے ہر جگہ کے احمدی بھی ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ انہوں نے قانون کو کبھی اپنے ہاتھ میں نہیں لینا۔ قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنے حقوق حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ کسی مخالفت کی وجہ سے ہمدردی خلق سے ہاتھ نہیں اٹھانا۔ کسی مخالفت کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو جو حقیقی اسلام کا پیغام ہے، جو اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اسوہ رسول ﷺ کی تعلیم ہے اس کو پھیلانے سے پیچھے نہیں ہٹنا۔ پس یہ کام تو ہم نے کرنا ہے۔ اس کے لئے قربانیاں بھی دینی پڑیں گی، ابتلاء بھی آئیں گے۔ الٰہی جماعتوں کے ساتھ ہمیشہ یہ سلوک ہوتا بھی رہا ہے۔ لیکن انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کی مدد بھی آئے گی۔ ہمیشہ آتی ہے اور پہلے سے بڑھ کر اپنی قدرت کے نظارے اللہ تعالیٰ دکھاتا ہے۔ ہمارا کام پیغام پہنچانا اور ہمدردی بنی نوع ہے جو ہم نے کرنی ہے۔

انڈونیشیا میں جب سونامی آیا تھا تو جس علاقے میں یہ سمندری طوفان تھا، اس میں اس سے پہلے بڑی شدید مخالفت تھی۔ وہاں جا کر بھی ہم نے ان لوگوں کی ضرورتیں پوری کیں اور انہوں نے ہمارے سے مدد بھی حاصل کر لی۔ تو ہمارے دل تو ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمدردی بنی نوع انسان کے لئے ہمیشہ تیار ہیں اور اس ہمدردی سے پُر رہتے ہیں۔ ہم نے خدمت کرنی ہے۔ ان لوگوں نے، جو ڈنگ مارنے والے ہیں، ان کی فطرت میں ڈنگ مارنا ہے جس طرح گائے اور بچھو کا قصہ ہے۔ ایک بچھو نے گائے کو کہا کہ مجھے دریا پار کرا دو۔ اس نے اپنی کمر پر اس کو سوار کر لیا۔ دریا پار ہو کے جب وہ بچھو اترنے لگا۔ تو اس نے گائے کو ڈنگ مار لیا۔ تو کسی نے کہا تمہیں بچھو کو دریا پار کرانے کی ضرورت کیا تھی۔ اس نے کہا میری فطرت میں جو اللہ تعالیٰ نے کام رکھا ہے وہ مَیں کر رہی ہوں اور اس کی فطرت میں جو ڈنگ مارنا ہے وہ اس نے کرنا ہے۔ تو ہم نے تو خدمت انسانیت کرنی ہے اور اگر کوئی مجبور ہے تو اس کی مدد کرنی ہے قطع نظر اس کے کہ ان لوگوں نے کیا سلوک کرنا ہے۔ جزا اُن سے نہیں لینی بلکہ خدا تعالیٰ کے پاس ہمارے اجر ہیں اس لئے وہ تو ہم نے کرتے رہنا ہے۔ جو اُن کا کام ہے وہ یہ کرتے ہیں۔ ہمارا کام دنیا کو ہر لحاظ سے فیض پہنچانا ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر فیض پہنچانا ہے۔ پس اس کے لئے ہر احمدی کو اپنی بھرپور کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ دعاؤں اور صبر کے ساتھ یہ کام کرتے چلے جانا چاہئے۔ خدا تعالیٰ کا حکم بھی یہی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو ظلم ہوتے ہیں ان سے تم نے تھکنا نہیں بلکہ اپنے کام تم صبر سے کئے چلے جاؤ، جو تمہاری ذمہ داریاں ہیں ان کو ادا کرتے چلے جاؤ اور دعا کرتے رہو۔ فرماتا ہے وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ (البقرة:46) اور صبر اور نماز کے ساتھ مدد مانگو اور یہ یقیناً عاجزی کرنے والوں کے سوا سب پر بوجھل ہیں۔ پھر فرمایا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (البقرة:154) اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ سے صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ مدد مانگو۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

پس یہ آیات تسلّی دلا رہی ہیں کہ نہایت عاجزی سے خدا کے حضور جھکے رہو۔ یہ ظلم جو مخالفین کی طرف سے ہو رہے ہیں یہ امتحان ہیں۔ صبر یہی ہے کہ ثابت قدم رہو۔ یہ سختیاں اور تنگیاں تم پر وارد کی جا رہی ہیں ان کے خلاف کسی بھی دنیاوی مدد کی بجائے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکموں پر اور جو تعلیم اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی ہے اس پر عمل کرو اور برائیوں سے بچو۔ انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ کی مدد آئے گی اور ضرور آئے گی اور آخری فتح انشاء اللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ ہے کہ انشاء اللہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام نے غلبہ پانا ہے، آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کی جماعت نے دنیا پر غالب آنا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ایک جگہ اپنے رسولوں کے حق میں فرماتا ہے کہ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ۔ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ (ابراهيم:48) پس تو ہرگز اللہ کو اپنے رسولوں سے کئے ہوئے وعدوں کی خلاف ورزی کرنے والا نہ سمجھ۔ یقیناً اللہ کامل غلبہ والا اور ایک سخت انتقام لینے والا ہے۔

پس ہر احمدی کو تسلّی رکھنی چاہئے کہ انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق اللہ تعالیٰ کی مدد اور تائید ہمیشہ اپنے پیارے کی جماعت کے ساتھ ہے۔ لیکن یہ دعا بھی مانگیں کہ ان لوگوں کی بے عقلی اور ظلم اور جلد بازی کی وجہ سے یہ کہیں ذُو انْتِقَام خدا کی پکڑ میں نہ آ جائیں۔ وہ غلبہ تو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمانا ہے لیکن اللہ کہتا ہے کہ مَیں عزیز بھی ہوں، ذُو انْتِقَام بھی ہوں اور جو وارننگ مختلف شکلوں میں اللہ تعالیٰ دے رہا ہے اس کو یہ لوگ سمجھنے والے ہوں۔ مخالفین پر واضح کر دیں کہ ہم تو واضح نشان دیکھ کر زمانے کے امام کو مان چکے ہیں۔ اس لئے تم عارضی طور پر تو ہمیں تکلیف پہنچا سکتے ہو، چاہے وہ انڈونیشیا میں ہے یا بنگلہ دیش میں ہے یا سری لنکا میں ہے یا پاکستان میں ہے یا کسی بھی اور ملک میں۔ تو عارضی تکلیفیں تو تُم ہمیں پہنچا سکتے ہو۔ لیکن اس قبولیت کی وجہ سے، اس ایمان کی وجہ سے، جو دلوں کا سکون ہم نے حاصل کیا ہے وہ دلوں کا سکون تم ہم سے نہیں چھین سکتے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ہم سے وعدہ ہے کہ وہ حقیقی مومنوں کو اطمینان قلب عطا فرماتا ہے۔ پس ہم تو ہمیشہ اللہ سے مدد مانگتے ہیں اور یہ دعا بھی کرتے ہیں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (الفاتحه:6) تا کہ تم لوگوں کی ظلم اور زیادتی کی وجہ سے کہیں ہم اپنے راستہ سے نہ بھٹک جائیں اور یہ نہ ہو کہ ہم ظلم کا جواب ظلم سے دینے لگ جائیں۔ یہ نہ ہو کہ ہم میں بے صبری پیدا ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے اس انعام کو بھول جائیں کہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔ پس ہمارا کام صبر کرنا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور انعاموں کے زیادہ سے زیادہ وارث بنیں۔ اور اس تعلیم کے مطابق کام کئے جائیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اتاری اور جس کا فہم و ادراک ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عطا فرمایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک

طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعوئ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان کے ساتھ سخت کراہت سے پیش آئے گی وہ آخر فتح یاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں اور خدا فرماتا ہے کہ یہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309۔ مطبوعہ لندن)

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو ہمیشہ اس صدق کے قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے مطابق، آپؑ کی خواہش کے مطابق، حقیقی رنگ میں احمدیت کی تعلیم کو، اسلام کی تعلیم کو سمجھنے والے ہوں۔

بقیہ: خطبہ عیدالاضحیٰ از صفحہ نمبر 4

چنانچہ میں یہ بتا رہا تھا کہ اس واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک یہ پیغام بھی دیا کہ جو لوگ واقعۃً خدا کی راہ میں اپنی اولاد کو پیش کرنا چاہتے ہیں ان کا کردار یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت ایسی کرتے ہیں کہ پھر زبردستی نہ ہونے کے باوجود وہ خود اپنے آپ کو پیش کرنے کے لئے بے قرار ہو جایا کریں۔ چنانچہ ہم نے جو تجربے کئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے ایسے واقفین ہیں جنہوں نے اپنی اولادوں کو وقف کیا اور پھر ان کی اچھی تربیت کی۔ ان کے اندر یہ روح پھونکی، بچپن سے ان کے کانوں میں یہ بات ڈالی کہ زندگی کی اصل حقیقت قربانی ہے باقی سب تو یونہی موت کا دوسرا نام ہے۔ چنانچہ جب وہ بڑے ہوئے تو انہوں نے اپنے والدین کے عہد کو پورا کیا اور تا مرگ وہ اپنے عہد پر قائم رہے۔

اس کے برعکس کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو خواہش رکھتے ہیں لیکن کچھ عرصہ کے بعد ان کی طرف سے اس قسم کے خطوط ملنے لگ جاتے ہیں کہ ہم بہت بے قرار اور بے چین ہیں، ہم چاہتے تو یہ ہیں کہ ہمارے بچے واقف زندگی بنیں، ہم نے بچپن سے ان کو وقف کیا ہوا تھا لیکن اب یہ جوان ہو گئے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم وقف میں نہیں جانا چاہتے۔ اس میں کوئی شک نہیں وہ اس معاملہ میں بے اختیار ہیں۔ چنانچہ بعض دفعہ ایسے والدین مل کر بے اختیار زار و قطار رونے لگے یہاں تک کہ روتے روتے ان کی ہچکیاں بندھ گئیں کہ ہمارا کیا حال ہے کہ اولاد کو وقف کیا تھا، خواہش تھی کہ اولاد بڑی ہو گی، دین کے لئے قربانیاں پیش کرے گی، ہمارے دلوں کو تسکین پہنچے گی لیکن یہ اب بڑے ہو کر اس بات سے منکر ہو گئے ہیں۔ ابھی حالیہ دورے میں سنگاپور میں بھی ایسے دوست مجھے ملے جنہوں نے ابھی آدھی بات کی تھی تو ان کا روتے روتے برا حال ہو گیا۔ میں نے سمجھا پتہ نہیں کون سا غم ہے کہ جو اس قدر ناقابل برداشت ہو رہا ہے؟ آخر پر انہوں نے یہ بتایا کہ مَیں نے پہلے ایک بیٹا وقف کیا وہ جب بڑا ہوا تو وہ پھِر گیا۔ پھر مَیں نے دوسرا بیٹا وقف کیا پھر وہ بڑا ہوا پھر وہ بھی پھِر گیا اور اب مجھ سے یہ غم برداشت نہیں ہوتا۔ اب ایک تیسرا بیٹا ہے دعا کریں اللہ تعالیٰ اس کو توفیق عطا فرمائے اور بڑا ہو کر واقف زندگی بنے۔ پس ان کے دل کی تمنا تو بہت مخلصانہ تھی اس میں کوئی شک نہیں لیکن ابراہیمی قربانی سے انہوں نے یہ سبق نہیں سیکھا کہ جب پورے اخلاص سے اولاد کو وقف کرو تو بچپن سے ہی اس کی طرف پوری توجہ بھی دو۔ اس کی تربیت ایسی ہو کہ بڑے ہو کر اگر اس کو یہ کہو کہ آؤ میں تمہاری گردن کاٹتا ہوں تو وہ کہے ہاں اے ابّا! ضرور ایسا کرو کیوں کہ خدا کا حکم ہے کہ ایسا کرو۔

جب تک جماعت احمدیہ اپنے اندر یہ روح پیدا نہیں کرتی اور ایک نسل کے بعد دوسری نسل خدا کی راہ میں قربانی کرنے کے لئے تیار نہیں ہو جاتی اس وقت تک حقیقت میں ہمارے درخت وجود کو ابراہیمی صفت کے پھل نہیں لگ سکتے۔ نہ لگ سکنے کی بات تو میں محاورۃً کہہ رہا ہوں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمثیلی طور پر ابراہیمؑ قرار دیا تو واقعۃً ایک عظیم الشان واقفین کی نسل پیدا کرنے کی بھی توفیق بخشی اور آج ہزارہا لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اپنی تمناؤں کی گردنوں پر چھری پھیر دی ہے اور ذبح عظیم کا جو ذکر قرآن کریم میں ملتا ہے وہ یہی ذبح عظیم ہے۔

بعض لوگ غلطی سے یہ سمجھتے ہیں کہ کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ اور وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ کا مطلب صرف اتنا ہے کہ ابراہیمؑ! ہم نے تمہیں کیسی اچھی جزا دی کہ ایک مینڈھا تمہیں پکڑا دیا۔ جن قوموں کے تصور بگڑ جائیں، جو دنیا دار بن جائیں، ان کی تعبیر بھی ایسی ہی ہونے لگ جاتی ہے کہ بیٹے کی قربانی تو معمولی چیز تھی، یہ اصل مینڈھے کی قربانی ہے جو خدا تعالیٰ چاہتا تھا نعوذباللہ من ذالک۔ اس سے ہرگز یہ مراد نہیں تھی۔ مراد یہ تھی کہ ذبح عظیم تو وہ تھا جو تم کر چکے ہو۔ ایک دفعہ گردن پر چھری پھیرنا تو کوئی چیز نہیں ہے۔ جو ساری زندگی کے لئے اپنی اولاد کی ساری تمنائیں قربان کر بیٹھا ہو، جسے وہ تپتے ہوئے صحرا میں چھوڑ آیا ہو جہاں تڑپ تڑپ کر اور ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جان دینے کے سوا اور کچھ نہ ہو اور پھر اپنی بیوی کو پیچھے چھوڑ آیا ہو جو اپنے بیٹے کی قربانی کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھے کہ پیاس کی وجہ سے بلک بلک کر بچے کے ہونٹ خشک ہو رہے ہوں اور اس حالت میں وہ اسے جان دیتے دیکھ رہی ہو۔ یہ ہے وہ عظیم قربانی جس کا اللہ تعالیٰ ذکر فرما رہا ہے کہ ذبح عظیم کے ذریعے ہم نے تمہاری رؤیا پوری کر دی ہے اور آئندہ بھی ہونے والی ہے۔ یہ ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے جو جاری رہے گا اور تم یہ سمجھ رہے ہو کہ میں نے ابھی تک خواب پورا نہیں کیا۔

پس ذبح عظیم ہرگز وہ مینڈھا یا بچھڑا نہیں تھا جو بائبل میں لکھا ہوا ہے کہ وہ مینڈھا تھا جس کے سینگ جھاڑیوں میں پھنس گئے تھے، اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کرنے کے لئے پکڑ لیا تھا۔ وہ تو ٹھیک ہے ظاہری طور پر اللہ نے ضرور ایسا فرمایا ہو گا لیکن نہ وہ ذبح عظیم تھا، نہ جو بکرے ذبح کئے جاتے ہیں یہ ذبح عظیم ہے۔ اگر ذبح عظیم کی روح کو آپ نے بھلا دیا تو بے شک کروڑوں بکرے بھی آپ ذبح کرتے چلے جائیں آپ ذبح عظیم کی بات پوری کرنے والے نہیں بن سکیں گے۔ ذبح عظیم تو وہی ہوتا ہے جو دلوں کا ذبح ہو رہا ہوتا ہے۔ ذبح عظیم تو وہ ہوتا ہے جو انسان ہمیشہ کے لئے اپنے آپ کو وقف کرتا ہے اور اپنی ساری تمنائیں کسی اور کے ہاتھوں میں پکڑا دیتا ہے۔ اپنے سارے حقوق اپنے ہاتھوں سے تلف کر دیتا ہے اور کہتا ہے جماعت جہاں چاہے، جس طرح چاہے خدا کی راہ میں کام لے۔ خواہ میں بیوی بچوں کے ساتھ رہوں، خواہ میں ان کے بغیر رہوں، خواہ جہاں میں جاؤں وہاں لوگ میری عزت کریں یا مجھے ذلیل کرنے کی کوشش کریں۔ جس طرح چاہے دنیا مجھ سے سلوک کرے مگر میں جو خدا کے نام پر آگے بڑھ چکا ہوں اس سے میں پیچھے نہیں ہٹوں گا اور زندگی بھر پیچھے نہیں ہٹوں گا۔

یہ ہے ذبح عظیم جس کی طرف حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قربانیاں اشارہ کر رہی ہیں اور جو ذبح عظیم سب سے زیادہ شان کے ساتھ دنیا نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیکھا اور آج جس کا اعادہ ہوا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں۔

پس اگر آپ اس تعبیر کو سمجھ لیں اور حقیقت کو زندہ رکھیں تو پھر دنیا میں صرف ایک ہی جماعت ہو گی جو سچی عید منانے کی مستحق ہو گی اور وہ جماعت احمدیہ ہو گی۔ باقی سارے تو بکرے ذبح کر کر کے گوشت کھا رہے ہوں گے اور آپ اللہ کی رضا حاصل کر رہے ہوں گے۔ خدا کے پیار کی نگاہیں آپ پر پڑ رہی ہوں گی۔ آپ اس عید کے مستحق بنائے جائیں گے جو ابراہیمؑ کی عید تھی، جس کا انجام خدا تعالیٰ نے یوں بتایا سَلٰمٌ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ کہ اے میرے بندے آج تیری عید ہے کیونکہ عرش کا خدا تجھ پر سلام بھیج رہا ہے اور قیامت تک جب تک انسان باقی رہیں گے تجھ پر سلام بھیجتے رہیں گے۔

پس اس پہلو سے اس عید کو ہمیشہ کے لئے زندہ رکھنا جماعت احمدیہ کے سپرد ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہمیشہ ایک نسل پر نہیں بلکہ ایک نسل کے بعد اگلی نسل پر، پھر اس سے اگلی نسل پر بھی ہم قربانیوں کو کامل کرتے چلے جائیں اور قربانیاں دینے کے باوجود بھی اس ابراہیمی روح کا مظاہرہ کریں۔ اور اس تکبر میں مبتلا نہ ہو جائیں کہ ہم نے قربانیاں دے دیں بلکہ اس عاجزی کا شکار رہیں کہ سب کچھ دیا ہے لیکن تمنا پوری نہیں ہوئی۔ ہو سکتا ہے ابھی بھی کچھ باقی رہ گیا ہو۔ اِس پہلو سے بھی پورا کروں، اُس پہلو سے بھی پورا کروں۔ یہ ہے ابراہیمی روح جو خدا کو پیاری تھی جس کی وجہ سے ہمیشہ ہمیش کے لئے اس کا نام زندہ رکھا گیا اور ہمیشہ ہمیش کے لئے نسلیں اس پر سلام بھیجتی رہیں گی۔ خدا کرے کہ ہمیں اس عید کو ہمیشہ اس کی کامل زندگی کی روح کے ساتھ منانے کی توفیق عطا ہوتی رہے۔ آمین۔

خطبہ ثانیہ کے دوران فرمایا:

جماعت احمدیہ ناندی کے لئے اس لحاظ سے یہ ایک تاریخی دن ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد آج تک کبھی کسی خلیفۃ المسیح کو موقعہ نہیں ملا اور خدا تعالیٰ کی تقدیر میں یہ نہیں تھا کہ وہ فجی آسکے اور پہلی مرتبہ احمدیت کی تاریخ میں یہ واقعہ ہوا ہے اور فجی کے سفر کا آغاز نا ندی سے ہوا ہے اور خدا تعالیٰ نے یہ فضل بھی فرمایا کہ عید کا مبارک دن بھی ناندی ہی میں منانے کی توفیق عطا فرمائی۔

پس اس پہلو سے کہ خلیفۃ المسیح ناندی میں احباب کے ساتھ عید منا رہا ہے اس لئے مَیں آپ کو اس طرف توجہ دلا رہا ہوں کہ اس عید پر مَیں نے آپ کو جو پیغام دیا ہے اس کو یاد رکھیں۔ یہ آپ کی پوری زندگی کا پیغام ہے۔ اگر آپ نے خلیفہ کے وجود کے ساتھ خالی عید منا لی اور اس پیغام کو بھول گئے تو پھر یہ خدا کی نظر میں عید نہیں ہو گی۔ عید تو تبھی عید بنے گی جب آپ اپنے بچے اسی ابراہیمی روح کے ساتھ اللہ کے حضور پیش کرنے کا عہد کریں گے اور ان کی اچھی تربیت کریں گے اور یہ فیصلہ کریں گے کہ جب تک ہم کم از کم سارے فجی کو احمدیت کے نور سے منور نہ کر دیں اس وقت تک ہم چین نہیں لیں گے۔ آج آپ یہ فیصلہ کر لیں اور اپنے دلوں میں قربانی کے ارادے مضبوط کر لیں اور پھر آپ کا بعد کا عمل ان ارادوں کو سچا کر دکھائے تو یہ ہے وہ حقیقی عید جو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کا ساتھ نہیں چھوڑے گی۔ عام عید خواہ کتنی بڑی تاریخی عید ہو یہ آج آئی اور کل سے ماضی بننا شروع ہو جائے گی۔ لیکن جس عید کی مَیں بات کر رہا ہوں یہ تو آپ کی اولادوں میں بھی جاری رہے گی۔ پس آج جس عید کا مَیں فجی میں بیج بو رہا ہوں کوشش کریں کہ اس کا پھل آپ کو ہمیشہ ہمیش عطا ہوتا رہے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین۔

(اس کے بعد حضور نے دعا کروائی۔)

(خطبات طاہر (عیدین) صفحہ 377-389)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

جماعت احمدیہ سپین کے

23 ویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: سید محمد عبداللہ۔ مبلغ انچارج سپین)

جماعتِ احمدیّہ سپین کو اپنا 23واں جلسہ سالانہ مؤرخہ 7اور 8/ستمبر 2007ء بروز جمعہ و ہفتہ منعقد کرنے کی توفیق ملی ۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

تیّاری جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ کے انعقاد سے دو ماہ قبل نیشنل مجلسِ عاملہ کے مشورہ سے انتظامیہ تشکیل دی گئی۔ مشورہ کے مطابق مکرم سیّد ظہیر احمد شاہ صاحب صدر جماعت پیدروآباد افسر جلسہ سالانہ اور مکرم ملک طارق محمود صاحب مبلغ سلسلہ افسر جلسہ گاہ مقرر ہوئے۔ مسجد بشارت اور اس کے ماحول کی صفائی کے پندرہ روز قبل وقارِ عمل کا سلسلہ شروع ہوا۔ وقارِ عمل کے لئے 4 خدام وانصار پر مشتمل ایک ٹیم Valencia جماعت سے ایک ہفتہ قبل مسجد بشارت تشریف لائی۔ چنانچہ جلسہ سے قبل مسجد اور مسجد کے ماحول کی وقارِ عمل کے ذریعہ صفائی کی گئی اور جہاں ضرورت تھی وہاں سفیدی بھی کی گئی۔ مردوں اور عورتوں کے لیے الگ الگ مارکیاں لگائی گئیں جو کہ گذشتہ سال کی نسبت بڑی تھیں۔ اسی طرح موبائیل ٹائیلٹ بھی رکھی گئیں۔ مردانہ اور زنانہ جلسہ گاہ کے لئے لگائی گئی مارکیوں کو خوبصورت بینرز سے سجایا گیا۔

پہلا دن 7/ستمبر 2007ء

جلسہ سالانہ کے پہلے دن کا آغاز نمازِ تہجد سے کیا گیا۔ نمازِ تہجد مکرم ملک طارق محمود صاحب مبلغ سلسلہ نے پڑھائی۔ نمازِ فجر کے بعد دعوت الی اللہ کے موضوع پر درسِ قرآن دیا جس میں آپ نے قرآن وحدیث نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کے ارشادات کی روشنی میں دعوت الی اللہ کی اہمیّت کو اجاگر کیا۔ ناشتہ کے بعد دس بجے سے بارہ بجے ایک اجتماعی وقارِ عمل کیا گیا۔

پہلا سیشن

شام پانچ بجے جلسہ سالانہ کا پہلا سیشن مکرم محترم امیر صاحب جماعتِ احمدیّہ سپین کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت قرآنِ پاک مکرم عصام الخمسی صاحب جو کہ مراکو سے جلسہ میں شمولیّت کے لیئے تشریف لائے تھے نے کی۔ مکرم ارشد محمود طاہر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ''ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے'' خوش الحانی سے سنایا۔ نظم کے بعد مکرم امیر صاحب سپین نے افتتاحی خطاب فرمایا۔ افتتاحی خطاب میں آپ نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے موصول ہونے والا پیغام پڑھ کر سنایا جس میں حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احبابِ جماعت سپین کو ان کی تبلیغی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اسلام کی حسین تعلیمات اور خوبیوں سے مقامی لوگوں کو آگاہ کرنے کے لئے ہر حربہ اور حیلہ استعمال کرنے کی تاکید فرمائی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ شدید خواہش تھی کہ کسی طرح یورپ میں اسلام کا پیغام پہنچ جائے اور دنیائے یورپ بھی آنحضرت ﷺ کی غلامی میں آ کر سچے خدا کو پہچان لے۔

دوسری ضروری بات جس کی طرف حضورِ انور نے اپنے پیغام میں نصیحت فرمائی وہ خلافت سے محبت اور اس سے کامل وفا کا تعلق ہے۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ آپ بڑے خوش قسمت ہیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک امام عطا کیا ہے جس کی بیعت کر کے آپ وحدت کی لڑی میں پروئے گئے ہیں اس لئے ہر لحہ اور ہر آن خلیفۂ وقت کی اطاعت پر کمر بستہ رہیں اسی میں آپ سب کی بقا اور روحانی زندگی کا انحصار ہے۔ خلیفۂ وقت کی اطاعت اور اتباع سے انسان معصیت سے بچتا اور روحانی بلندیوں کی طرف پرواز کرتا ہے۔ پس عاجزی اور انکساری اختیار کرتے ہوئے خلافتِ احمدیّہ کی آواز پر لبّیک کہیں۔

اپنے پیغام میں سپین میں مسلمانوں کے زوال کی وجہ بیان فرماتے ہوئے حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ انہوں نے خدائی حکم وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہ کو نظر انداز کر دیا تھا۔ حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ نے نصیحت فرمائی کہ آپ نے اس حَبْلُ اللّٰہ سے چمٹے رہنا ہے اور اس کو ہرگز چھوڑنا نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی نسلوں کو اس کی توفیق دے اور ہمیشہ خلافتِ احمدیّہ کا مطیع وفرمانبردار بنائے رکھے۔

حضورِ انور کے پیغام کے بعد محترم امیر صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس خطاب میں سے جو حضور نے مسجد بشارت کے افتتاح کے موقعہ پر فرمایا تھا چند اقتباسات پڑھ کر سنائے جن میں حضور نے احبابِ جماعت کی مالی قربانیوں کے ساتھ ساتھ حضرت مولانا کرم الٰہی صاحب ظفر اور ان کی فیملی کی قربانیوں کا ذکر کیا تھا۔

چونکہ آئندہ سال خلافتِ احمدیّہ کی صد سالہ جوبلی کا سال ہے اس لئے امسال تقاریر کا موضوع خلافت ہی رکھا گیا کہ امسال خلافتِ راشدہ کا دور مکمل کر لیا جائے اور اگلے سال خلافت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر روشنی ڈالی جائے۔

چنانچہ پروگرام کے مطابق افتتاحی خطاب اور دعا کے بعد خاکسار نے خلافت کی اہمیّت و برکات پر قرآن و حدیث نیز حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام اور خلفاء حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام کے ارشادات اور فرمودات کی روشنی میں واضح کیا کہ اسلام کی ترقی کا دارومدار خلافت پر ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ خلافت کا بابرکت روحانی نظام جاری کر دیا ہے اور اب اسلام اور مسلمانوں کی ترقی خلافتِ احمدیّہ سے وابستہ ہے۔

بعد ازاں مکرم کلیم احمد سعید صاحب مبلغ سلسلہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت و سوانح پر خوبصورت انداز میں روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ آپؓ کو یہ سعادت حاصل ہے کہ آپ نے آنحضرت ﷺ پر ایمان لانے کے لئے کوئی دلیل نہیں مانگی بلکہ جب آنحضرت ﷺ نے وضاحت کرنی چاہی تو آپؓ نے منع کر دیا۔ پھر آنحضرت ﷺ کی وفات کے موقعہ پر اور اس کے بعد اٹھنے والے فتنوں پر قابو پانا آپؓ کا ہی خاصہ تھا۔

جلسہ سالانہ کے پہلے اجلاس کی آخری تقریر میں مکرم محترم عبدا لصبور نعمان صاحب مبلغ سلسلہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سیرت اور شمائل پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ آپ کا اسلام قبول کرنا رسولِ کریم ﷺ کی خاص دعا کا نتیجہ تھا آپ کو فطرتاً وحی الٰہی سے خاص نسبت تھی کہ آنحضرت ﷺ نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ اگر مَیں نبی نہ ہوتا تو عمرؓ نبی ہوتا۔ آپؓ انتہائی بہادر اور نڈر تھے کہ آپؓ کے دورِ خلافت میں اسلام جزیرہ نما عرب سے نکل کر دور دراز کے علاقوں میں پھیل گیا۔ آپ کی تقریر کے ساتھ ہی پہلے دن کے پہلے اجلاس کی کارروائی بخیر وخوبی اپنے اختتام کو پہنچی۔

دوسرا دن 8 ستمبر 2007ء

دوسرے دن کا آغاز نمازِ تہجد سے ہوا جو کہ مکرم محترم محبوب الرحمٰن شفیق احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے پڑھائی ۔ اور نماز فجر کے بعد انفاق فی سبیل اللہ کے موضوع پر قرآن وحدیث سے درس دیا اور صحابہ کرامؓ کے اسوۂ حسنہ سے مثالیں پیش کرتے ہوئے احبابِ جماعت کو مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تلقین فرمائی۔

دوسرا اجلاس

جلسہ سالانہ کے دوسرے اجلاس کا آغاز صبح دس بجے مکرم محترم عبدالصبور نعمان صاحب کی تلاوت قرآنِ مجید سے ہوا۔ مکرم حمید احمد ریحان صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پُر ترنم آواز میں پیش کیا۔ دوسرے اجلاس کی پہلی تقریر مکرم محترم ملک طارق محمود صاحب مبلغ سلسلہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے موضوع پر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں آپؓ کی سیرت بتاتے ہوئے بتایا کہ آپؓ کے اخلاقِ فاضلہ کا اس سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے آپؓ کے عقد میں دیں۔ اسی وجہ سے آپؓ کا لقب ذوالنورین ٹھہرا۔ اسی طرح آپؓ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ صلح حدیبیّہ کے موقعہ پر جو بیعت رضوان ہوئی اس میں آنحضرت ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نمائندگی میں اپنا ہاتھ رکھا۔

اجلاس کی دوسری تقریر مکرم محبوب الرحمٰن شفیق احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عنوان سے تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ بچوں میں سے سب سے پہلے آپ ایمان لے کر آئے۔ بچپن میں جو عہدِ بیعت باندھا تھا عمر کے ساتھ ساتھ وہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا گیا۔ درۂ خیبر فتح کرنے کے لئے آنحضرت ﷺ نے اپنی تلوار آپ کو دی تھی۔

مسجد بشارت کی سلور جوبلی کے حوالہ سے چند سابقہ مبلغین سپین، مکرم محترم عبدالستار صاحب مبلغ سلسلہ گوئٹے مالا، مکرم محترم عبدالحلیم صاحب اور مکرم محمد یوسف شاہد صاحب کی طرف سے پیغامات موصول ہوئے تھے جو کہ خاکسار نے پڑھ کر سنائے۔ مکرم اقبال احمد نجم صاحب اس موقعہ پر خود موجود تھے لہٰذا انہوں نے اپنا پیغام خود پڑھا۔ نیز دعوت الی اللہ کے موضوع پر تقریر کی۔ بعدۂ مکرم محترم آصف پرویز صاحب صدر جماعت پرتگال نے سلور جوبلی کے موقعہ پر اپنے جذبات پیش کرتے ہوئے احبابِ جماعت سے درخواستِ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ جلد انہیں بھی پرتگال میں مسجد کی تعمیر کی توفیق دے اور اس راہ میں حائل تمام رکاوٹوں کو دور فرمائے۔

اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم مبشر احمد صاحب بدر مبلغ سلسلہ از قادیان نے قادیان اور درویشان قادیان کے موضوع پر کی جسے لوگوں نے بہت سراہا۔ انہوں نے 1947ء کے حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے درویشانِ قادیان کا تذکرہ نہایت اچھوتے انداز میں کیا کہ درویشان نے مقاماتِ مقدسہ کی حفاظت کا جو عہد باندھا تھا اس کو ساری زندگی پوری وفا کے ساتھ اپنی زندگیوں کو ہتھیلیوں پر رکھ کر نبھایا۔ اور اللہ تعالیٰ بھی اپنے ان درویشوں کی ایسی غیبی مدد کرتا رہا کہ اس کی مثالیں کم ہی ملتی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ 1947ء میں جب حالات انتہائی مخدوش تھے اور چند درویشان بہشتی مقبرہ میں پہرہ دے رہے تھے کہ سکّھوں کا ایک جتھہ بہشتی مقبرہ میں داخل ہوا، اور درویشان بھی زندگی کی آخری بازی لگانے کے لئے تیار ہو گئے اتنی دیر میں سکھوں کے جتھہ نے جو کہ بہشتی مقبرہ کے تقریباً درمیان تک پہنچ گیا تھا یکدم الٹے قدموں دوڑ لگا دی اور بہشتی مقبرہ سے باہر جا کر دم لیا۔ بعد میں جب حالات قدرے معمول پر آئے تو ایک دن اس جتھہ میں شامل ایک سکّھ سے ایک درویش نے الٹے قدموں بھاگنے کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ جب ہم وہاں پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ ہمارے سامنے سفید پگڑیاں پہنے ہوئے ایک فوج کھڑی ہے جو ہمیں ملیامیٹ کر دے گی۔ اس فوج کو دیکھتے ہی ہم نے الٹے قدموں بھاگنے میں ہی اپنی عافیّت سمجھی۔

سلور جوبلی پروگرام

مسجد بشارت کی سلور جوبلی کے سلسلہ میں ایک وڈیو پروگرام تیار کیا گیا تھا جس میں مسجد بشارت کی تقریبِ سنگِ بنیاد کی تصاویر، دورانِ تعمیر لی گئی تصاویر، افتتاحی تقریب کی تصاویر دکھائی گئیں اور ساتھ کے ساتھ سنگِ بنیاد کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے تاریخی خطاب میں سے چند اقتباسات اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے مسجد بشارت کے افتتاحی خطاب میں سے چند اقتباسات پیش کئے جاتے رہے۔ یہ پروگرام سہ پہر چار سے پانچ بجے تک دکھایا گیا۔

اختتامی اجلاس

شام چھ بجے اختتامی اجلاس منعقد ہوا۔ ہمارے جلسہ کی روایت ہے کہ ہر سال اس اجلاس کے لئے سپینش دوستوں اور اتھارٹیز کو مدعو کیا جاتا ہے۔ امسال بھی کثرت سے دوستوں کو دعوت دی گئی تھی۔

اس اجلاس کی کارروائی تلاوتِ قرآنِ مجید سے شروع ہوئی۔ خاکسار سیّد محمد عبداللہ نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ آج کی مہمانِ خصوصی پیدروآباد کی میئر Maria Luis Wic تھیں۔ انہوں نے اپنا خطاب

جماعتِ احمدیہ کے ماٹو love for all hatred for none سے شروع کیا محترمہ میئر صاحبہ نے کہا کہ صرف سپین میں ہی نہیں بلکہ دنیا بھر میں ہمارا گاؤں مسجد بشارت کی وجہ سے مشہور ہے۔ انہوں نے کہا جب وہ کسی کو اپنا ایڈریس بتاتے ہیں تو مسجد کے حوالہ سے سمجھاتے ہیں۔ جماعت کی اعلیٰ روایات کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے اپنے بورکینا فاسو کے ایک سفر کا ذکر کیا کس طرح ان کا وہاں خیر مقدم کیا گیا کہ ان کا تعلق پیدروآباد سے ہے۔ سلور جوبلی کی مبارک دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ غرناطہ سے مسلمانوں کے خروج کے پانچ سو سال بعد جب 1982ء میں مسجد بشارت کا سنگِ بنیاد رکھا گیا اس وقت گو کہ وہ پڑھتی تھیں لیکن اس کی یاد اب تک ان کے ذہن میں تازہ ہے۔ اور یہ ہمارے گاؤں کے لئے ایک اعزاز ہے۔

مکرم ڈاکٹر عطاالٰہی منصور صاحب نے اسلام میں خلافت کے موضوع پر مضمون پڑھا جس میں خلافت کی اہمیّت پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ نعمتِ عظمٰی اس وقت صرف اور صرف جماعتِ احمدیہ کے پاس ہے اور دنیا کا امن اسلام، احمدیّت اور خلافت سے وابستہ ہے۔ اپنے مضمون کے آخر پر آپ نے مہمانوں کو سوالات کی دعوت دی۔ مہمانوں نے مختلف سوالات کئے جن کے جوابات مکرم ڈاکٹر عطاالٰہی منصور صاحب اور مکرم فضل الٰہی قمر صاحب نے دیئے۔ ایک سوال کے جواب میں سپینش احمدیوں نے اپنے تأثرات پیش کئے۔ یہ اجلاس دو گھنٹے جاری رہا آخر پر محترم امیر صاحب نے مختصراً اختتامی خطاب فرمایا۔ معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ احبابِ جماعت کو خلافت کے ساتھ اپنا اور اپنی اولادوں کا پختہ مضبوط رشتہ مستقلاً استوار رکھنے کی تلقین فرماتے ہوئے اختتامی دعا کروائی جس کے ساتھ سپین کے تئیسویں جلسہ سالانہ کا بخیر وخوبی اختتام ہوا۔ الحمدللہ ثم الحمد للہ

اختتامی دعا کے بعد معزز مہمانوں کی خدمت میں پُرتکلف کھانا پیش کیا گیا جس میں گاؤں کی میئر نے بھی شمولیّت کی۔

نمائش

سلور جوبلی کے حوالہ سے ایک نمائش کا انتظام کیا گیا جس میں مسجد بشارت کے سنگِ بنیاد سے لے کر افتتاح ہونے تک کی مختلف تصاویر اسی طرح اس دور میں اخبارات میں چھپنے والی خبروں کی کٹنگز آویزاں کی گئیں۔

MOT

CLASS IV: £45

CLASS VII: £53

Servicing, Tyres & Exhausts.

Mechanical Repairs

All Makes & Models

Rutlish Auto Care Centre

Rutlish Road

Wimbledon - London

Tel: 020 8542 3269

بک سٹال

جلسہ سالانہ کے ایام میں بک سٹال کا انتظام کیا گیا جس میں اُردو سپینش اور انگریزی زبانوں میں کتب برائے فروخت رکھی گئیں

حاضری

امسال جلسہ سالانہ کی حاضری گزشتہ سال کی حاضری 170 کے مقابل پر 216 رہی۔ الحمدللہ۔ اسی طرح سپین کے علاوہ مندرجہ ذیل چھ ممالک سے احبابِ جماعت نے اس جلسہ میں شمولیّت کی۔ مراکش، پرتگال، انگلستان، ناروے، ڈنمارک، انڈیا (قادیان)۔

جلسہ سالانہ کی ساری کاروائی سپینش زبان میں ہوئی۔

نمازِتہجد

جلسہ سالانہ کے ایّام میں باجماعت تہجد کا انتظام ہوتا رہا اور اس میں بھی حاضری بفضلِ خدا سو فیصد رہی۔

جلسہ لجنہ اماءاللہ

مؤرخہ 8 ستمبر بروز ہفتہ لجنہ نے اپنا جلسہ کیا۔ لجنہ نے دست کاری نمائش کا بھی انتظام کیا جس میں ممبراتِ لجنہ نے اپنے ہاتھ سے بنی ہوئی اشیاء رکھیں۔ اسی طرح لجنہ نے ریفریشمنٹ کے سٹال بھی لگائے۔

پریس کوریج

اخبار El Día نے اپنی 9 ستمبر 2007ء کی اشاعت میں جلسہ کے انعقاد کی پورے صفحہ کی تفصیلی خبر معہ تصاویر شائع کی۔ اخبار اپنی خبر میں لکھتا ہے۔

''کل جب شام ہو رہی تھی تو مسجد بشارت کے میناروں نے مختلف اقوام کے لوگوں کو، جنہیں مسجد بشارت کی سلور جوبلی منانے کے لئے مدعو کیا گیا تھا، خوش آمدید کہا۔ باہمی اخوّت، بھائی چارہ، ہمدردی یہ وہ جذبات ہیں جو اس امن پسند جماعت کا خاصہ ہیں۔ ہر کوئی اپنے انداز سے ایک دوسرے کو مل رہا تھا، یہ روایتی جوش و خروش مسجد بشارت کی سلور جوبلی منانے کا آغاز ہے۔ اس جگہ دو سو لوگ جمع ہیں اور ان میں سے کوئی بھی کسی دوسرے مسلمان فرقہ کا نہیں۔ احمدی دوسرے مسلمان فرقوں سے اس وقت الگ ہوئے جب 1889ء میں مرزا غلام احمد (علیہ الصلاۃ والسلام) نے احمدیہ فرقہ کی بنیاد رکھی۔ جماعت کے سیکرٹری امورِ خارجہ نے بتایا کہ یہی امام مہدی ہیں اس لئے جماعت احمدیہ اب کسی امام کی آمد کی منتظر نہیں۔ جبکہ مختلف مسلم فرقے احمدیوں کو مسلمان تسلیم نہیں کرتے۔ جماعت کے سیکرٹری امورِ خارجہ نے یقین سے یہ بات بتائی کہ ہمارا ماٹو ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' ہے۔ نیز جس کو اللہ تعالیٰ نے مسیح بنایا ہے اس کا پیغام دلوں کو فتح کرنا ہے۔ جلسہ کے دوران اسلامی تاریخ کا خلاصہ پیش کیا گیا۔ رفتہ رفتہ اس تقریب سے اندازہ ہو رہا تھا کہ یہ جماعت کتنی اچھی ہے۔ مختلف اقوام اور مختلف مذاہب کے لوگوں سے ملنے سے پتہ چلا کہ اس جماعت کے نزدیک رنگ اور نسل کی کوئی اہمیّت نہیں۔ سیکرٹری نے بتایا کہ پہلے مبلغ کرم الٰہی ظفر جب 1946ء میں یہاں آئے تو انہیں رہنے کے لئے کئی مشکلات اور پابندیوں کا سامنا کرنا پڑا۔

پیدروآباد کی میئر نے سکارف لیا ہوا تھا، اس نے اپنے خطاب میں کہا کہ جب سے مسجد بنی ہے اس وقت سے مسجد کے ساتھ ایک امن کا رشتہ قائم ہے۔ میئر نے اپنے خطاب میں مسجد کے افتتاح کے موقع پر چھپنے والی خبروں میں سے 11 ستمبر 1982ء کی ایک خبر کا حوالہ بھی دیا کہ یہ پہلی مسجد ہے اور اس کی افتتاحی تقریب میں عیسائی نمائندے بھی شامل ہوئے جو کہ باہمی رواداری کی اعلیٰ مثال ہے۔ اس جلسہ میں بہت سے ایسے امور اور باتیں پیش کی گئیں جو خدا تعالیٰ کی محبت اور آپس میں باہمی الفت کو نمایاں کرتی اور مذہبی جنون کو ختم کرتی ہیں۔ شام ڈھلتے ہی رات کا کھانا کھایا گیا''۔

اخبار نے اسی صفحہ پر ایک خانہ بنا کر لکھا کہ احمدیوں نے اپنا پیغام دوسروں تک پہنچانے کو بہت کوشش کی۔ یہاں سپینش اور اردو زبانیں ایک دوسرے کے ساتھ مِکس ہو رہی تھیں۔ بچوں کے کھیل تقاریر کے ساتھ ساتھ جاری تھے۔ عورتیں ایک الگ پنڈال میں لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ کاروائی سن رہی تھیں۔ اندالوسی (سپینش) یاد کر رہے تھے کہ وہ کیسے جماعت میں داخل ہوئے۔ بعض پر مذاح باتیں بھی سامنے آئیں۔ ایک پولیس مین نے ایک احمدی سے پوچھا کہ کیا آپ ہمیں فتح کرنے آئے ہیں اس نے جواباً کہا کہ ہاں تمہارے دلوں کو۔

قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے پروگراموں میں برکت دے اور سپینش لوگوں کے دل اسلام احمدیت کے لئے کھول دے۔

❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋

رُخ سوئے کوئے یار کر لینا

زندگی پُروقار کر لینا
جان ہنس کر نثار کر لینا

دُور بے مہر ہے مگر پھر بھی
راستی اختیار کر لینا

عشق کی ناؤ میں کبھی چڑھ کر
بحرِ اِدراک پار کر لینا

دلِ ناداں اگرچہ بہکائے
پھر بھی اعتبار کر لینا

نقد سودا ہو تو بھلے ورنہ
زندگانی ادھار کر لینا

چاہے معلوم بھی نہ ہو پھر بھی
یونہی الزام اپنے سر لینا

جب بھی مشکل مقام آجائے
رُخ سُوئے کوئے یار کر لینا

انتقام اس سے بے وفائی کا
زندگی اس پہ وار کر لینا

اُس کی اِک اِک ادا پہ تم طاہر
دل فدا بار بار کر لینا

(طاہر عارف)

خلافت جوبلی دعائیہ پروگرام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدسالہ خلافت جوبلی کی کامیابی کے لئے احباب جماعت کو نوافل، روزوں اور دعاؤں کا پروگرام دیا ہوا ہے۔ احباب سے گزارش ہے کہ اس پروگرام کو پابندی سے جاری رکھیں اور ایک دوسرے کو بھی تلقین کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ خلافت کے بابرکت سایہ کو ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین

علم فقہ کا پس منظر اور فقہائے اربعہ کا تعارف

(انتصار احمد نذر۔ ربوہ)

قرآن دین فطرت ہے۔ اس کا کوئی حکم فطرتی تقاضوں کے منافی نہیں یہ ایسی اعلیٰ تعلیم ہے جو نہ شرقی ہے نہ غربی۔ یعنی اس کا تعلق نہ مشرق سے ہے نہ مغرب سے ہے بلکہ سارے زمانوں، ہر علاقے ہر قوم اور ہر ملک سے ہے۔

اس کی تعلیم متوازن ہے۔ نہ افراط ہے نہ تفریط بلکہ نہایت توسط اور اعتدال پر واقع ہے۔ یہ خدا کا آخری کلام ہے جس نے شریعت کو مکمل کر دیا اور ہماری کوئی بھی ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔

شریعت کی بنیاد نرمی پر ہے، سختی پر نہیں اور خدا تعالیٰ انسانوں کے لئے آسانی چاہتا ہے، تنگی نہیں چاہتا۔ دین اسلام کا دائرہ کار عالمگیر ہے اور اس کی بنیاد خدا کی ربوبیت عالمین پر ہے۔ یہ اپنے ماننے والوں کو نَحْنُ اَبْنَاءُ اللّٰہِ کہنے کا حق نہیں دیتا اور نہ اس کا دیس صرف عرب ہے۔

قرآن کریم کا تدریجاً نزول

قرآن کریم آنحضرت ﷺ پر 23 برس میں ٹکڑے ٹکڑے کر کے تدریجاً نازل ہوا اور تدریج خدا تعالیٰ کے ہر فعل میں نمایاں ہے۔ مثلاً جیسے بچہ پیدائش کے بعد مختلف مراحل طے کر کے جوان ہوتا ہے اور درجہ بدرجہ اس پر ذمہ داری ڈالی جاتی ہے۔

شروع میں قرآن کریم کی جو تعلیم نازل ہوئی وہ زیادہ تر توحید کی تعلیم اور شرک کی مذمت پر مشتمل تھی۔ نماز کا حکم تھا اور مستقبل کے بارے میں پیشگوئیاں تھیں۔ اسی طرح بعض دیگر احکام تھے۔ مکّہ کا تیرہ سالہ دور تکالیف اور مصائب کا دور تھا اور اسلام کی اشاعت کی رفتار بھی آہستہ تھی۔

مدینہ ہجرت کرنے کے بعد تمدنی زندگی کے بارے میں بتدریج احکام جاری ہونے لگے۔ روزہ، حج، زکوٰۃ کی تفصیلات مدینہ میں نازل ہوئیں اور وہ کلام جو اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ (سورۃ العلق:2) کے الفاظ سے شروع ہوا تھا وہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ (المائدہ:4) کے الفاظ سے مکمل ہوا۔

سنّت آنحضرت ﷺ کی فعلی روش ہے

رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کو قرآن سناتے تھے اور قرآن کے احکام کو عملی شکل میں اپنے صحابہ کے سامنے کر کے دکھا دیتے تھے۔

نماز کے حکم اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃ کی جملہ تفصیلات جو آنحضرت ﷺ کو خدا کی وحی خفی سے حاصل ہوئیں، رسول اقدسؐ اپنے صحابہ کو بتاتے آپ کا یہ طریق سنت کہلایا۔ خدا کا ہر نبی جس طرح خدا کے پیغام کو پہنچانے کا ذمہ دار ہوتا ہے اسی طرح وہ سنت کو قائم کرنے کا ذمہ دار بھی ہوتا ہے۔

آنحضور ﷺ کا انداز تربیت

رسول اللہ ﷺ "بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ" کے حکم کو کماحقہ پورا کرتے ہوئے باآواز بلند فرماتے "اَلَا ھَلْ بَلَّغْتَ"، یعنی سنو کہ کیا مَیں نے تمہیں پیغام پہنچا دیا ہے۔

آپ کا یہ طریق تھا کہ آپؐ آہستہ اور ٹھہر ٹھہر کر کلام فرماتے تا کہ صحابہ اس کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ بعض دفعہ آپ اپنی باتوں کو تین تین دفعہ دہراتے۔ آپ ﷺ کے انداز تربیت میں موقع اور محل کے مطابق کلام کرنے کا پہلو بہت نمایاں تھا۔ آپ ﷺ وقفہ ڈال کر کلام اور وعظ فرماتے تھے تا کہ صحابہ اُکتا نہ جائیں۔

آپ ﷺ ہر قوم اور ہر شخص سے اس کے علمی اور عقلی معیار کے مطابق گفتگو فرماتے تھے۔ اس ضمن میں آپ کی یہ ہدایت بھی یاد رکھنے کے قابل ہے، کَلِّمِ النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِھِمْ یعنی لوگوں سے ان کی عقل اور سمجھ کے مطابق بات کیا کرو۔ آپ ﷺ کی گفتگو مثالوں اور ضرب الامثال سے بھی مزیّن ہوتی تھی۔

صحابہؓ آپ کی باتیں سننے اور فیض صحبت سے متمتع ہونے کے لئے دیوانہ وار مدینہ آتے تھے۔ حضرت عمرؓ اور آپؐ کے ایک انصاری بھائی عتبانؓ بن مالک دونوں باری باری مدینہ آتے اور رسول اللہ ﷺ کے تازہ ارشادات لے کر واپس لوٹتے۔

آپ ﷺ کثرت سے سوال کرنے کو نا پسند کرتے تھے اور "لَا تَسْأَلُوْا عَنْ اَشْیَاءَ اِنْ تُبْدَ لَکُمْ تَسُؤْکُمْ" کی تعمیل میں آپ یہی پسند فرماتے کہ خدا کے احکام پر عمل کرو اور ٹوہ لگا کر اپنے اوپر زائد احکام لاگو نہ کروالو کیونکہ اس کے نتیجے میں تمہارے لئے مشکلات پیدا ہوں گی۔

آپؐ کے انداز تربیت میں تدریج اور حالات کے مطابق وسعت کے پہلو کا ہمیشہ خیال رہتا تھا۔ شروع شروع میں آپ صحابہ کو قبرستان جانے سے منع فرماتے تھے کیونکہ آپ کا مقصد بت پرستی اور مشرکانہ رسوم سے ان کو دور لے جانا تھا لیکن جب بعد میں کافی تربیت ہوگئی تو آپؐ نے ان کو قبرستانوں میں جا کر دعائیں کرنے کی اجازت دے دی۔

شروع میں آپؐ کا حکم تھا کہ ہر حال میں امام کی اقتداء کی جائے اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی بھی بیٹھ کر نماز پڑھیں لیکن جب امام کی اتباع اور پیروی کا سبق ذہنوں میں راسخ ہو گیا تو یہ راہنمائی فرمائی کہ اگر امام مجبوراً بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدیوں کے لئے بیٹھنا ضروری نہیں وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھیں۔ بعض دفعہ آپؐ نے ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھی لیکن عام طور پر آپؐ ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتے تھے۔

عام طور پر رسول اللہ ﷺ تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھاتے تھے لیکن بعض اوقات آپؐ نے نماز میں تین چار مختلف مواقع پر بھی ہاتھ بلند کئے۔

بعض احکام بعض مخصوص قبائل سے تعلق رکھتے تھے مثلاً ایک قبیلہ کو ایسے برتنوں کے استعمال سے ممانعت فرمائی جس میں پہلے شراب بنائی جاتی تھی۔

آپ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو قاضی بنا کر یمن بھیجا اور ان سے پوچھا کہ کس طرح فیصلے کرو گے؟ انہوں نے کہا کتاب اللہ اور سنت رسول سے۔ آپ ﷺ نے پوچھا اگر کوئی مسئلہ ان دونوں میں نہ ملا تو پھر کیا کرو گے؟ انہوں نے کہا اَجْتَھِدُ یعنی میں اپنی سمجھ اور فکر سے کام لے کر فیصلے کروں گا۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر خوشی کا اظہار فرمایا۔

خلفاء راشدین کا دور

خلفاء راشدین کے دور میں اسلامی مملکت کو فتوحات حاصل ہوئیں اور نئے نئے علاقے اور ملک اسلامی سلطنت کا حصہ بنے۔

یہ دور علاوہ اور خصوصیات کے جمہوریت کا بھی سب سے شاندار دور تھا کیونکہ سب کام باہمی مشورے سے انجام پاتے تھے۔

حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور دیگر خلفاء ہر اہم معاملے میں صحابہ سے مشورہ کرتے۔ اگر رسول کریم ﷺ کا کوئی فیصلہ مل جاتا تو اسے اوّلیت دی جاتی۔ حضرت ابوبکرؓ نے مانعین زکوٰۃ کا مقابلہ کیا۔ حضور اکرم ﷺ کے تیار کئے ہوئے لشکر کو بھجوایا اور اسلامی سلطنت کو مضبوط کیا۔

حضرت عمرؓ نے اپنی خداداد فہم و فراست اور قوت اجتہاد کی بدولت اسلامی سلطنت کو قوت بخشی۔ آپ کی خلافت اور حکومت کے دور کو آج بھی ایک نمونہ کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ آپ کے فتاویٰ اور فیصلوں میں ایک یہ پہلو نمایاں نظر آتا ہے کہ آپ ہمیشہ شریعت کی بنیادی روح کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلے کرتے تھے اگرچہ کم فہمی سے ہمیں بعض فیصلے بظاہر شریعت کے بعض اور فیصلوں سے متصادم نظر آئیں۔ آپؓ کو اللہ تعالیٰ نے دین کی گہری سمجھ بوجھ عطا کی ہوئی تھی اور آپؓ کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کی وہ خواب پوری ہوئی جس میں رسول اللہ ﷺ نے دودھ پیا تھا اور آپؐ نے اپنا بچا ہوا دودھ حضرت عمرؓ کو دے دیا تھا۔ جب آپؐ سے اس کی تعبیر پوچھی گئی تو آپؐ نے بتایا کہ اس کی تعبیر علم ہے۔

حضرت عمرؓ کے بعض فیصلوں سے پتہ چلتا ہے کہ آپؓ نے شریعت کے احکام کو نافذ کرتے ہوئے لوگوں کے حالات کو مدنظر رکھا۔ مثلاً قحط کے دنوں میں لوگوں کی تکالیف کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ نے عارضی طور پر چوری کی حد کو ساقط کر دیا۔

بعض لوگ طلاق کو مذاق سمجھتے ہوئے ایک ہی وقت میں تین طلاقیں دے دیتے تھے۔ آپ نے سزا کے طور پر یہ حکم دیا کہ ایک ہی دفعہ تین طلاقیں آئندہ سے تین طلاقیں ہی شمار ہوں گی۔

عراق کی سرزمین فتح ہوئی تو آپ نے اسے پہلے کی طرح مجاہدین میں تقسیم نہیں فرمایا بلکہ مفتوحین سے جزیہ اور خراج لے کر انہیں اپنی زمینوں پر ہی رہنے دیا۔

حضرت عثمانؓ کے دور میں اسلامی سلطنت کو استحکام اور مضبوطی حاصل ہوئی۔ مسجد نبوی کی توسیع ہوئی اور اسلامی سلطنت کی سرحدیں دور دور تک پھیل گئیں۔ آپ نے بھی شریعت کے معاملات کے بارے میں اپنی خداداد فراست سے امت مسلمہ کی رہنمائی فرمائی۔ آپؓ کے بعض فیصلے بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔

آپؓ نے نماز جمعہ کے لئے لوگوں کی ضرورت کے پیش نظر دوسری اذان کا اجراء فرمایا۔

آپؓ نے حج کے موقعہ پر مکہ مکرمہ میں بعض مصالح کے پیش نظر قصر نماز ادا کرنے کی بجائے پوری نماز پڑھی۔

حضرت علیؓ نے اپنے دور خلافت میں جہاں فقہی معاملات میں مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی وہاں آپؓ نے بہت سے ایسے پُرحکمت ارشادات فرمائے جن سے ہمیں دین کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے اور وہ رہنما اصول کا درجہ رکھتے ہیں۔

حضرت عمرؓ نے عراق میں ایک فوجی چھاؤنی قائم کی جہاں بعد میں کوفہ کے نام سے ایک شہر بسا۔ حضرت علیؓ نے اپنے دور خلافت میں اس شہر کو دارالخلافہ بنایا اور مدینہ سے کوفہ ہجرت کی۔

حضرت علیؓ کی کوفہ ہجرت

کوفہ 17 ہجری میں بسا۔ شروع میں تو یہ ایک چھاؤنی تھی لیکن آہستہ آہستہ اس شہر کی اہمیت بڑھنے لگی اور عرب کے مختلف قبائل یہاں آ کر بسنے لگے۔ یہاں آ کر رہنے والوں میں تقریباً ایک ہزار صحابہ بھی تھے۔ ان صحابہ میں سے 24 بدری صحابہؓ بھی تھے۔ اہل عراق شہری زندگی کے عادی تھے جو نسبتاً آرام طلبی کی زندگی ہوتی ہے۔ جبکہ اہل عرب بادیہ نشین تھے۔ سادہ زندگی گزارنے والے محنتی اور دلیر۔

جب اسلامی فوجیں کوفہ اور گردونواح میں رہنے لگیں تو وہاں رہنے والے عرب سپاہیوں کے اندر بھی وہ عادات پیدا ہونی شروع ہوئیں۔

اسلامی سلطنت کے مختلف حالات

عراق، شام، اور مصر کی زندگی حجاز یعنی ملک عرب سے مختلف تھی، وہاں بہت سی نئی مشکلات اور مسائل کی نئی نئی صورتیں پیدا ہو چکی تھیں۔ یہ لوگ حدیث کے اصلی وطن سے دور تھے۔ یہاں آ کر بسنے والے صحابہ کی وجہ سے لوگوں میں حدیث سیکھنے کا کافی شوق پایا جاتا تھا۔

حجاز صحابہ کا اصلی وطن تھا۔ وہاں کی زندگی سادہ تھی اور وہاں کے حالات میں کوئی بڑی تبدیلیاں پیدا نہیں ہوئی تھیں۔ ان کے لئے نصوص شرعیہ اور صحابہ کے فتاویٰ ہی باہمی تنازعات کا فیصلہ کرنے کے لئے کافی تھے۔

حضرت عبداللہؓ بن مسعود کی کوفہ آمد

جو صحابہ مدینہ سے کوفہ آ کر بسے ان میں ایک اہم صحابی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بھی تھے۔ ان کو کوفہ بھیجتے ہوئے حضرت عمرؓ نے اہل کوفہ کے نام ایک خط لکھا۔ آپ نے اس خط میں لکھا:

مَیں تم لوگوں کی طرف عمارؓ کو حاکم اور عبداللہ بن مسعود کو قاضی اور وزیر بنا کر بھیج رہا ہوں۔ یہ دونوں رسول اقدس ﷺ کے بزرگ صحابہ میں سے ہیں۔ ان کا کہنا مانو اور ان کی پیروی کرو۔ ابن مسعود کو تمہاری طرف بھیج کر مَیں نے اپنی ذات پر تم

لوگوں کو ترجیح دی ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ ابتدائی صحابہ میں سے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ سے کتاب اللہ کے بارہ میں پوچھا کرو۔ بخدا کوئی ایسی آیت نہیں جس کے متعلق مجھے یہ پتہ نہ ہو کہ آیا یہ رات کو نازل ہوئی ہے یا دن کو، سنگلاخ زمین پر نازل ہوئی ہے یا نرم چٹان پر۔ آپ نے کوفہ منتقل ہو کر ایک چشمۂ فیض جاری کیا۔ اہل عراق کے بڑوں اور داناؤں نے آپ کو اپنے لئے منتخب کرلیا۔ آپ علم بانٹنے میں کبھی بخل سے کام نہ لیتے تھے۔

آپ کے ہاتھوں فقہاء کی ایک جماعت تیار ہو گئی جن میں نمایاں ترین فقہاء کے نام یہ تھے۔ علقمہ بن قیس۔ اسود بن یزید نخعی۔ عبیدہ سلمانی۔ مسروق بن الاجدع۔ عمرو بن شرحبیل۔ حارث بن قیس جعفی۔

شاگردوں کی تعداد کے لحاظ سے آپ سب صحابہ پر سبقت لے گئے۔ شعبی کا قول ہے: "رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابی کے اتنے شاگرد نہیں تھے جتنے ابن مسعودؓ کے تھے"۔

آپؓ کے شاگردوں نے آپؓ کے فتووں کو نہ صرف اپنے سینوں میں محفوظ کر لیا بلکہ انہیں تحریری شکل دے دی۔ آپؓ کے سب سے اہم شاگرد علقمہ بن قیس تھے وہ دن رات آپؓ کے پاس رہ کر آپؓ سے علم سیکھتے تھے۔

علقمہ کے شاگردوں میں سے نمایاں ترین ابراہیم نخعی تھے جن کا بہت سا وقت علقمہ کے ساتھ گزرا۔ علقمہ نے بچپن سے ابراہیم نخعی کو گود لے لیا تھا۔ علقمہ کے جو شاگرد مشہور ہوئے ان میں سب سے نمایاں حماد بن ابی سلیمان تھے۔ یہ وہی حماد ہیں جنہیں حضرت امام ابوحنیفہ کا استاد بننے کا شرف حاصل ہوا۔ گویا اس تسلسل کی وجہ سے کہا جاسکتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے فتاویٰ ہی فقہ حنفی کی پہلی اینٹ بنے۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ

❁...... ولادت 80 ہجری وفات 150 ہجری بمقام کوفہ۔

❁...... آپ تابعی تھے۔ آپ نے حضرت انس بن مالک کو دیکھا تھا جن کی وفات 93 ہجری میں ہوئی تھی۔

❁...... آپ کے والد 'ثابت' بچپن میں حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور آپؓ نے ان کے خاندان کے حق میں دعائے خیر کی تھی۔

❁...... آپ فارسی الاصل تھے، نسلاً عرب نہ تھے۔

❁...... آپ نے بہت سے کبار تابعین سے حدیث کا علم حاصل کیا اور اس غرض کے لئے حرمین کا سفر بھی کیا اور حضرت امام باقرؒ سے بھی ملے۔

❁...... اپنے استاد حماد کے آپ شاگرد خاص تھے اور ان کی زندگی میں ہی آپ نے اجتہاد کا درجہ حاصل کرلیا۔

❁...... آپ کے سلسلہ درس کو غیر معمولی قبولیت حاصل ہوئی اور آپ کی قابلیت کا سکہ جلد ہی دور دور تک پھیل گیا۔

❁...... آپ نے حکومت کی طرف سے ملنے والے عہدۂ قضا کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اس کے بدلے میں قید و بند کی تکلیفیں برداشت کرنی پڑیں۔ اور اسی حالت میں آپ کی وفات ہوگئی۔

❁...... آپ کے مشہور شاگرد۔ 1۔ امام ابو یوسف۔ 2۔ امام محمد بن حسن شیبانی۔ 3۔ حسن بن زیاد۔ 4۔ زفر بن ھزیل۔

حضرت امام مالکؒ

❁...... ولادت 93 ہجری۔ وفات 179 ہجری بمقام مدینہ۔

❁...... مدینہ کے مشہور عالم اور فقیہ تھے۔ ساری زندگی مدینہ میں رہے کہیں باہر نہیں گئے۔

❁...... ایک خالص عرب خاندان میں سے تھے۔ آپ کے پردادا ابو عامر عہد نبوی میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔

❁...... مدینہ، خلفائے راشدین، کبار صحابہ (حضرت عائشہؓ، حضرت ابن عمرؓ وغیرہ) کی موجودگی کی وجہ سے علم حدیث کا بھی مرکز تھا۔ آپ نے کبار تابعین سے علم حدیث سیکھا اور روایات کیں۔

❁...... آپ کی کتاب مؤطا امام مالک علم حدیث کی ابتدائی کتب میں سے ہے۔

❁...... مدینہ کے فقہاء سبعہ کی مجلس اس دور کی ایک بڑی علمی مجلس تھی۔ یہ فقہاء۔ 1 ابوبکر بن حارث، 2۔ خارجہ بن زید، 3۔ قاسم بن محمد، 4۔ سعید بن مسیّب، 5۔ عبیداللہ بن عتبہ، 6۔ سالم بن عبداللہ، 7۔ سلیمان بن یسار تھے۔

❁...... آپ کی فقہ کے پس منظر میں انہی اساتذہ اور شیوخ کی روایات پائی جاتی ہیں۔

حضرت امام شافعیؒ

☆ ولادت 150 ہجری وفات 204 ہجری بمقام مصر۔

❁...... آپ مکہ میں پیدا ہوئے۔ خاندانی طور پر آپ بنو ہاشم سے تعلق رکھتے تھے اور آپ کا شجرہ نسب ساتویں پشت پر جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔

❁...... آپ کے جد امجد شافع اور ان کے والد صحابی تھے۔

❁...... سات برس کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا اور دس برس کی عمر میں مؤطا امام مالک کو حفظ کیا۔

❁...... آپ کی عربی زبان بہت اعلیٰ وشستہ تھی۔ عربی لغت کے لحاظ سے بھی آپ کی ایک خصوصی اہمیت ہے۔ آپ کی عربی تحریر سے عربی سیکھنے میں بھی مدد ملتی ہے۔

❁...... آپ امام ابوحنیفہ اور امام مالک کی بہت عزت کرتے تھے۔ فرماتے تھے: "لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ کے محتاج ہیں"۔

❁...... آپ نے بہت سی کتب تحریر کیں۔ دو کتب بہت مشہور ہوئیں اَلرِّسَالَہ اور اَلْاُمّ۔

❁...... آپ کی کتاب اَلرِّسَالَہ اصول فقہ کی اولین کتاب سمجھی جاتی ہے۔

❁...... آخری عمر میں آپ نے مصر ہجرت کی اور وہیں آپ کی وفات ہوئی۔

امام احمد بن حنبلؒ

❁...... ولادت 164 ہجری وفات 241 ہجری بمقام بغداد۔

❁...... علم حدیث میں آپ کو ایک خاص شہرت حاصل ہے۔ اور آپ کی کتاب "مسند احمد بن حنبل" بہت اہمیت رکھتی ہے۔

❁...... فتنہ خلق قرآن کی وجہ سے بہت تکالیف اٹھائیں۔ قرآن کریم کو مخلوق نہ ماننے کی وجہ سے آپ کو کوڑے مارے گئے لیکن آپ ثابت قدم رہے۔

❁...... حنبلی مذہب حکومت سعودی عرب کا سرکاری مذہب ہے۔

امام اربعہؒ اور حضرت مسیح موعودؑ

حضرت مسیح موعودؑ نے ائمہ اربعہ کے تقویٰ اور نیکی کی اپنی کتب میں بہت تعریف فرمائی ہے اور خصوصاً ان کے اخلاص کی قدر کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا۔

✡...... "میری رائے میں ائمہ اربعہ برکت کا نشان تھے۔ ان میں روحانیت تھی اور روحانیت تقویٰ سے شروع ہوتی ہے"۔

✡...... "ائمہ اربعہ اسلام کے لئے بمنزلہ چار دیواری کے تھے"۔

✡...... "میرے خیال میں یہ چاروں مذہب اللہ تعالیٰ کا فضل ہیں اور اسلام کے واسطے ایک چار دیواری۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی حمایت کے واسطے ایسے اعلیٰ لوگ پیدا کئے جو نہایت متقی اور صاحب تزکیہ تھے"۔

❁...... حضرت امام ابوحنیفہ کے بارے میں آپؑ نے فرمایا:۔

"امام صاحب موصوف اپنی قوت اجتہادی اور اپنے علم اور درایت اور فہم وفراست میں ائمہ ثلاثہ باقیہ سے افضل و اعلیٰ تھے۔ ان کی خداداد قوت فیصلہ ایسی بڑھی ہوئی تھی کہ وہ ثبوت عدم ثبوت میں بخوبی فرق کرنا جانتے تھے اور ان کی قوت مدرکہ کو قرآن شریف کے سمجھنے میں ایک خاص دستگاہ تھی"۔

آپ نے ایک اور جگہ پر فرمایا

✡...... "وہ ایک بحر اعظم تھا اور دوسرے سب اس کی شاخیں ہیں اس کا نام اہل الرائے رکھنا ایک بھاری خیانت ہے امام بزرگ ابوحنیفہ کو علاوہ کمالات علم آثار نبویہ کے استخراج مسائل قرآن میں یدِطُولیٰ تھا"۔

❁❁❁❁❁❁

The British Government & Jihad

An English translation of the Urdu booklet

"Government Angreizi aur Jihad"

by: Hadrat Mirza Ghulam Ahmad[as], The Promised Messiah and Imam Mahdi

First published in UK in 2006- Published by: Islam International Publication Ltd.

** What is Jihad and why was Islam forced to resort to defending itself in its early history?

** Why have mistaken notions about jihad taken root in the minds of some Muslim groups and what part have Muslim clerics and Christian priests played in this process?

** Is it legitimate for a Muslim to revolt against a government that maintains law and order and permits religious freedom?

These questions, which have become the focus of worldwide attention today, were answered over one hundred years ago with God-given guidence and understanding by the man who claimed to be the Promised Messiah.

گورنمنٹ انگریزی اور جہاد

یہ رسالہ اردو زبان میں 22 رمئی 1900ء کو شائع ہوا۔ اس رسالہ میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے حقیقت جہاد اور اس کی فلاسفی پر روشنی ڈالی ہے اور قرآن وحدیث کی روشنی میں بتایا ہے کہ اوائل اسلام میں مسلمانوں کو بحالت مجبوری جو جنگیں کرنی پڑیں وہ محض وقتی اور مدافعانہ اور مذہبی آزادی قائم کرنے کے لئے تھیں۔ ورنہ اسلام سے بڑھ کر صلح وآشتی اور امن وسلامتی کا علمبردار اور کوئی مذہب نہیں ہے۔ اس عظیم الشان تصنیف کا انگریزی ترجمہ پہلی بار مارچ 2006ء میں طبع ہوا ہے۔

اس زمانہ میں جبکہ بدقسمتی سے بعض نام نہاد مسلمانوں کے نامناسب طرز عمل کی وجہ سے مغربی دنیا میں بالخصوص جہاد کے حوالہ سے اسلام کے خلاف غلط فہمیاں پھیلائی جارہی ہیں اور اسلام کو نعوذ باللہ ایک دہشت گرد مذہب قرار دیا جارہا ہے۔ یہ رسالہ انہیں حقیقت جہاد سے آگاہ کرنے کے لئے بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔

آپ یہ کتاب خود بھی پڑھیں اور اپنے مسلم اور غیر مسلم دوست احباب کو بھی پڑھنے کے لئے دیں۔

امراء ممالک سے درخواست ہے کہ اس کتاب کے حصول کے لئے اپنے آرڈرز وکالت اشاعت لندن کو بھجوائیں۔

——————— (ایڈیشنل وکیل الاشاعت۔لندن)

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

مامورزمانہ کی توہین کا انجام

ماہنامہ ’’تشحیذالاذہان‘‘ ربوہ جولائی 2006ء میں مکرم شیخ مبارک احمد صاحب کی ایک تحریر (مرسلہ: مکرم ندیم احمد صاحب وسیم) شائع ہوئی ہے جس میں ایک ایسے شخص کے بدانجام کا ذکر ہے جو حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہوا تھا۔

ٹانگا (تنزانیہ کی بندرگاہ) کی سٹریٹ 5 پر کچھ احمدی ایک مکان میں رہتے تھے۔ وہاں ایک غیراحمدی عبدالغنی (جو جہلم میں احمدیہ مسجد کے قریب رہتے رہے تھے اور احمدیت سے قدرے مانوس تھے) کی گروسری کی دکان بھی تھی۔ اُن کی دکان پر آنے والوں میں سے ایک سید ہادی حسین تھے جو سرگودھا کے رہنے والے تھے اور سٹینڈرڈ بینک آف ساؤتھ افریقہ میں اکاؤنٹنٹ تھے۔ ایک دن دکان پر مخلص احمدی بزرگ مکرم بھائی عبدالکریم ڈار صاحب (جو ریلوے کے محکمہ میں بطور فٹر ملازم تھے اور شہر میں ان کی نیکی اور شرافت اور خوش خلقی کا خاص شہرہ تھا) آئے تو سید ہادی حسین سے گفتگو شروع ہوگئی۔ اُس نے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے متعلق نازیبا الفاظ استعمال کئے اور غصہ میں یہ بھی کہا کہ (نعوذ باللہ) چور تھا، دکانداری کا دھندا رچا رکھا تھا۔ یہ بکواس سن کر بھائی عبدالکریم صاحب سخت رنجیدہ اور زخمی دل ہوئے۔ حتیٰ کہ دکاندار عبدالغنی نے بھی سید ہادی حسین سے کہا کہ ایک بزرگ کے متعلق ایسے الفاظ استعمال کرنا آپ کو زیبا نہ تھا۔

اُدھر بھائی عبدالکریم صاحب گھر واپس آئے تو سجدہ میں گر گئے کہ مولیٰ! اس شخص کو اس گستاخی کے جرم کی سزا دے۔ تھوڑے ہی دن گزرے تو پتہ چلا کہ سید ہادی حسین کے متعلق بنک میں کسی فراڈ کے سلسلہ میں تحقیق ہورہی ہے۔ پھر کئی فراڈ اُس پر ثابت ہوگئے۔ مقدمہ چلا، سزا ہوئی، گرفتار ہوا، ہتھکڑی لگی اور موشی جیل بھجوایا گیا۔ ٹانگا سے موشی جب ٹرین جاتی تھی، حسن اتفاق سے بھائی عبدالکریم صاحب اپنی ریلوے کی ڈیوٹی کے سلسلہ میں اُس دن ریلوے سٹیشن موشی پر موجود تھے۔ جونہی ٹرین پہنچی اور سید ہادی حسین شاہ ہتھکڑیوں میں پولیس کانسٹیبل کی معیت میں ٹرین سے اُترا۔ بھائی عبدالکریم نے اِنِّی مُہِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ سارے شہر میں سید ہادی حسین کی عزت خاک میں مل گئی اور لوگوں کو بالخصوص عبدالغنی دکاندار کو یقین ہوا کہ یہ سزا اس شخص کو اس کے گستاخانہ کلام کی وجہ سے ہوئی تھی۔

محترمہ سیدہ حفیظۃ الرحمٰن صاحبہ

ماہنامہ ’’النور‘‘ امریکہ ستمبر و اکتوبر 2006ء میں مکرم میر مبارک احمد صاحب تالپور کے قلم سے اُن کی اہلیہ محترمہ سیدہ حفیظۃ الرحمٰن صاحبہ بنت محترم سید حافظ عبدالرحمٰن صاحب کا ذکرخیر شائع ہوا ہے جو 18/جولائی 2006ء کو نیوجرسی (امریکہ) میں وفات پاگئیں۔

آپ لکھتے ہیں کہ مرحومہ 1930ء میں کلانور بٹالہ ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئیں۔ ابتدائی تعلیم قادیان میں پائی اور بورڈ کے امتحان میں ضلع بھر میں اوّل آئیں۔ ہجرت کے بعد اپنے والدین کے ہمراہ لاہور آگئیں جہاں لجنہ کی تنظیم میں 1950ء تک جنرل سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔ اس دَور میں لجنہ لاہور نے جلسہ ہائے سیرۃ النبیؐ کے انعقاد میں بنیادی کام انجام دینے پر حضرت مصلح موعودؓ کی خاص خوشنودی حاصل کی۔ 1951ء میں حضورؓ نے ہمارا نکاح مسجد مبارک ربوہ میں پڑھایا۔ شادی کے بعد ہم کراچی آگئے کیونکہ میں یہاں سرکاری ملازمت کرتا تھا۔ کچھ عرصہ بعد میرے والد کی وفات ہوئی تو ہمارے مالی حالات متأثر ہوگئے تو میری اہلیہ نے میرا ہاتھ بٹانے کے لئے میٹرک کے طلبہ کیلئے ایک کوچنگ سینٹر شروع کیا جس سے ہمیں کافی مالی آسودگی حاصل ہوئی کیونکہ میں تو اپنی ساری تنخواہ والدہ اور بہن بھائیوں کو روانہ کردیتا تھا۔ میرے دو بھائی پروفیشنل تعلیم حاصل کررہے تھے اور اُنکی فیس ادا کرنے کی ذمہ داری مجھ پر تھی۔ مجھے فخر ہے کہ میری اہلیہ نے اِس فرض کو ادا کرنے میں میرا پورا پورا ساتھ دیا۔ ایک بار ایک بھائی کو رقم کی فوری ضرورت پڑی تو میری اہلیہ نے اپنے آویزے بیچ کر ضرورت پوری کی۔ انہوں نے اپنے اور میرے گھر والوں میں کبھی فرق نہ کیا۔ اپنے سسرال کی ہمیشہ عزت و تکریم کی۔ مختلف شہروں میں میری پوسٹنگ ہو جاتی تھی تو سارے کام میری اہلیہ بہ حُسن و خوبی سرانجام دیتی تھیں۔

لجنہ کی تنظیم کے لیے انہوں نے انتھک کام کیا۔ قرآن کریم کی کلاسز کا اہتمام کیا۔ 55-1951ء کے دوران لجنہ کراچی میں جنرل سیکرٹری رہیں۔ 1960ء میں میری پوسٹنگ حیدرآباد ہوگئی تو یہ ایک گرلز سکول میں پرنسپل کے فرائض سرانجام دینے لگیں۔ 1966ء میں میرے ساتھ ہی کراچی اور پھر لاہور چلی آئیں۔ اُنہوں نے شادی کے بعد بھی اپنی تعلیم جاری رکھی اور B.A., B.Ed. اور M.A. کیا۔ M.A. میں یونیورسٹی میں اوّل آئیں۔ 1968ء میں لاہور میں ایک گرلز سکول شروع کیا۔ 1974ء میں میری تبدیلی حیدرآباد ہوئی تو انہوں نے جنرل سیکرٹری لجنہ حیدرآباد اور بعد میں صدر لجنہ سندھ و حیدرآباد کے طور پر بھی بہت عمدہ کام کی توفیق پائی۔ اسی دوران انہوں نے سندھ یونیورسٹی میں Ph.D. شروع کی۔ ان کا مقالہ سیرت رسول ﷺ پر تھا۔ مقالہ مکمل ہونے کے بعد ان کے سپروائزر کو یہ علم ہوگیا کہ وہ جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتی ہیں لہٰذا ان کو ڈگری دینے میں بہت رکاوٹیں ڈالی گئیں۔ اِس بارہ میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں عرض کیا گیا تو آپؒ نے ارشاد فرمایا کہ ’’اپنے مقالے کو کتاب کی شکل میں شائع کرواؤ، ایک وقت آئے گا کہ یہ لوگ خود تمہارا مقالہ مانگنے آئیں گے، تم آسمان پر Ph.D. ہوچکی ہو‘‘۔ بعد میں آپ نے نو کتب تصنیف کیں جن میں سیرت کی کتاب ’’تخلیق الاول‘‘ اور حضرت مسیح موعودؑ کے قصیدہ پر مبنی ’’آئینۂ ربوبیت‘‘ کو آپ اپنی زندگی کا اثاثہ کہتی تھیں۔

1981ء میں حیدرآباد سے کراچی آکر اپنے حلقہ میں سیکرٹری تعلیم، صدر اور پھر نگران قیادت کے طور پر فرائض سرانجام دیئے۔ آپ کے سیرت النبیؐ کے اجتماعات کا سلسلہ تو غیر از جماعت خواتین میں بھی بہت مقبول ہوا جس کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے قادیان کے جلسہ سالانہ میں لجنہ کراچی سے ایک ملاقات کے دوران فرمایا۔ حضور نے فرمایا: ہماری ایک بہترین مقررہ سے غیر از جماعت خواتین نے پوچھا کہ آپ سیرت رسول ﷺ پر اتنا خوب بولتی ہیں ہمارے پاس بھی عید میلادالنبیؐ کے موقع پر تشریف لائیں اور تقریر کریں اور یہ بھی کہ آپ کیا لیتی ہیں؟ (یعنی آپ کا معاوضہ کیا ہے) جس پر ہماری مقررہ نے کہا کہ ہم سیرت ﷺ پر تقریر کرنے کا معاوضہ لیتے نہیں بلکہ پیسے دے کر اپنی بات بتاتے ہیں۔

اُن کی منظّم کردہ قرآن کریم کی کلاسز بھی جماعت کی خواتین کے ذریعے گھر گھر روحانی روشنی پھیلانے کا موجب بنیں۔ اِس دوران اُن کی بہترین تربیتی کُتب شائع ہوئیں جن میں ’قرۃ العین‘، ’دستک‘، ’محبوبات‘ اور ’ازالۃ القید‘ شامل ہیں۔ یہ کُتب جماعت کی خواتین و حضرات کے لئے مشعل راہ ہیں اور ان کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا کہ: ’’آپ نے تو کتابوں سے ایک باغ و بہار لگائی ہوئی ہے، آپ کو مبارک ہو‘‘۔ انہوں نے مسیح محمدی کی غلامی میں جہاد بالقلم کی راہ اختیار کی۔ اپنی پہلی تصنیف کی شروعات میں ہی اُنہوں نے خواب دیکھا تھا کہ ایک بارُعب آواز فرماتی ہے: ’’حضرت مسیح موعودؑ کا ہاتھ پکڑ کر تم ہر شہر کی سیر کرسکتی ہو‘‘۔

نومبر 1994ء میں اُنہیں عارضۂ قلب کی وجہ سے لجنہ اور تصنیف کے کاموں سے فرصت لینی پڑی مگر انہوں نے اپنی عبادتوں کو ہمیشہ سرسبز رکھا۔ 1997ء میں انہوں نے دوبارہ ہمت کی اور شہداء کو ایک بار پھر اپنے بہترین الفاظ کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے ’’نگینے لوگ‘‘ کے دونوں حصے تصنیف کئے۔

حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کے قبولیت دعا کے واقعات میں درج ہے کہ ایک لڑکی کے والد نے اپنی بیٹی کی F.A. میں کامیابی کے لئے آپؓ سے دعا کی درخواست کی تو آپؓ نے اُسی وقت لمبی پُرسوز دعا کے بعد فرمایا کہ انشاء اللہ بچی کامیاب ہوجائے گی۔ پھر یہ بچی حفیظۃ الرحمٰن ضلع بھر میں فلاسفی کے امتحان میں اوّل آئی۔ میری اہلیہ نے اپنی بیٹیوں کی بہترین تعلیم و تربیت کی اور یوں آنحضور ﷺ کی حدیث کے مطابق بیٹیوں کو بہترین تعلیم و تربیت دے کر وہ جنت کی نوید پاگئیں۔

لائبریری آف کانگریس

ماہنامہ ’’خالد‘‘ ربوہ جولائی 2006ء میں امریکہ کی قومی لائبریری کے بارہ میں مکرم جواد احمد صاحب کا ایک معلوماتی مضمون شامل اشاعت ہے۔

لائبریری آف کانگریس امریکہ کی قومی لائبریری ہے اور امریکی کانگریس کا تحقیقی مرکز ہے۔ اس میں کتب کے لئے اندازاً 530 میل (850 کلومیٹر) لمبے شیلف ہیں اور اس کے متعلق یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ برٹش لائبریری کے بعد یہ دنیا کی سب سے بڑی لائبریری ہے۔ اس میں مختلف اقسام کی 130 ملین سے زائد اشیاء ہیں۔ جبکہ برٹش لائبریری میں 150 ملین سے زائد اشیاء ہیں۔

اس لائبریری کے کیٹلاگ میں 470 زبانوں میں 29 ملین سے زائد کتب اور دیگر شائع شدہ مواد شامل ہے۔ اس کے علاوہ 58 ملین سے زائد قلمی نسخے ہیں۔ یہ لائبریری دنیا کی نادر اور نایاب کتب کا سب سے بڑا ذخیرہ ہے۔ اس میں Gutenberg Bible بھی شامل ہے۔ اس طرح یہ لائبریری اُن تمام اشیاء کا دنیا میں سب سے بڑا ذخیرہ ہے جن کو لائبریری میں رکھنے کی قانون اجازت دیتا ہے مثلاً فلمیں، 4.8 ملین نقشے، موسیقی کے چارٹ اور 2.7 ملین کیسٹس۔

اس لائبریری کا انچارج، لائبریرین آف کانگریس کہلاتا ہے۔ یہ لائبریری 24/اپریل 1800 کو قائم ہوئی جب صدر جان ایڈمز نے ایسی کتب کی خریداری کے لئے 5000 ڈالر کا بجٹ منظور کیا جو کانگریس کے لئے مددگار ثابت ہوسکتی تھیں۔ اسی طرح ان کتب کو رکھنے کے لئے ایک مناسب عمارت کا انتظام کیا گیا۔ اصل لائبریری 1814ء میں نئے دارالحکومت میں قائم کی گئی۔

جب برطانوی سپاہیوں نے دارالحکومت کی عمارات کو آگ لگا دی اور لائبریری کے ایک چھوٹے حصے کو تباہ کردیا جو 3000 جلدوں پر مشتمل تھا تو سابق صدر تھامس جیفرسن نے اپنی ذاتی لائبریری کو متبادل کے طور پر پیش کردیا۔ جیفرسن نے اپنی لائبریری کے لئے کتب کی تلاش میں 50 سال صرف کئے تھے اور امریکہ اور سائنس سے متعلقہ تمام نایاب اور قابل قدر اشیاء کو جمع کر رکھا تھا۔ اُن کی لائبریری امریکہ کی بہترین لائبریریوں میں سے شمار کی جاتی تھی۔ ایک زمانہ میں انہوں نے اپنے قرض سے نجات حاصل کرنے کے لئے اپنی لائبریری کی کتب فروخت کرنا شروع کردی تھیں۔ چنانچہ انہوں نے کانگریس کو لکھا کہ میرے خیال میں ان میں کوئی ایسی سائنسی کتاب نہیں جس کو کانگریس اپنے ذخیرہ کتب میں شامل کرنا ناپسند کرے اور درحقیقت ان میں کوئی ایسا مضمون نہیں جس کا حوالہ کسی نہ کسی موقع پر کانگریس کے کسی ممبر نے نہ دیا ہو۔ جنوری 1815ء کو کانگریس نے جیفرسن کی اس پیشکش کو قبول کیا اور 6487 کتابوں کے عوض تقریباً 23450 امریکی ڈالر اُنہیں دیئے۔ اور اس طرح ایک عظیم قومی لائبریری کی بنیاد رکھی گئی۔

24 دسمبر 1851ء کو اس لائبریری میں آگ لگ گئی جس سے 35 ہزار کتابیں اور کرسٹوفر کولمبس کی اصل تصویر تباہ ہوگئیں۔ اسی طرح اس آگ سے امریکہ کے پہلے پانچ صدور کی تصویریں بھی تباہ ہوگئیں۔

اس وقت یہ لائبریری واشنگٹن DC میں تین عمارتوں پر مشتمل ہے۔ پہلی تھامس جیفرسن بلڈنگ۔ جس کا آغاز 1897ء میں ہوا اور یہ لائبریری کی عمارت کا بنیادی حصہ ہے۔ دوسری جان ایڈمز بلڈنگ۔ جس کا آغاز لائبریری کے وسیع کرنے کے لئے 1938ء میں کیا گیا۔ اور تیسری جیمز میڈیسن میموریل بلڈنگ۔ جس کا آغاز 1981ء میں لائبریری کے نئے ہیڈکوارٹر کے طور پر کیا گیا۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

21st December 2007 – 27th December 2007

Please Note that programmes and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 21st December 2007

00:00	Tilaawat & MTA News
00:40	Eid Milan: an Eid Milan party organised by Lajna Imaillah Pakistan.
01:35	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 9th May 1995.
02:50	Eid Sermon: Repeat of Eid proceedings, including Eid Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, on 20/12/2007.
04:55	Children's Class with Huzoor recorded on 22nd January 2005.
06:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05	Children's Class with Huzoor, recorded on 31st January 2004.
08:10	Le Francais C'est Facile
08:35	Siraiki Service: a discussion in Siraiki on the advent of the Promised Messiah.
09:10	Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 57 recorded on 10th November 1995.
10:10	Indonesian Service
11:05	Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:05	Tilaawat & MTA News
13:00	Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from Baitul Futuh.
14:30	Dars-e-Hadith
14:45	Bengali Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadiyya Jama'at.
16:00	Friday Sermon [R]
17:15	Spotlight: an interview with Mahmood Javid Asad. Part 2.
18:05	Le Francais C'est Facile: lesson no. 103
18:30	Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:35	MTA International News Review Special
21:10	Friday Sermon [R]
22:25	MTA Travel: a visit to the American Museum of Natural History.
23:05	Urdu Mulaqa'at: session 57 [R]

Saturday 22nd December 2007

00:10	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:10	Le Francais C'est Facile: lesson no. 103
01:35	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 14th November 1996.
02:50	Spotlight: an interview with Mahmood Javid Asad. Part 2.
03:40	Friday Sermon: recorded on 21/12/07.
05:00	Urdu Mulaqa'at: session 57
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Bustan-e-Waqfe Nau with Huzoor. Recorded on 25th February 2006.
08:05	Tahir Heart Institute
08:30	Friday Sermon: rec. 21/12/07 [R]
09:30	Qur'an Quiz
09:50	Indonesian Service
10:50	French Service
12:00	Tilaawat & MTA News
13:00	Bangla Shomprochar
14:00	Intikhab-e-Sukhan
15:00	Bustan-e-Waqfe Nau [R]
16:10	Khilafat Jubilee Mosha'airah : an evening of poetry about the Khilafat Jubilee.
17:05	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Recorded on 24/05/1997. Part 2.
18:30	Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:35	International Jama'at News
21:05	Bustan-e-Waqfe Nau [R]
22:15	Tahir Heart Institute
22:30	Festive Cooking: a programme teaching how wo prepare dishes for Eid.
23:00	Friday Sermon: rec. 21/12/07 [R]

Sunday 23rd December 2007

00:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:15	Qur'an Quiz
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 19th November 1996.
02:35	Discussion programme about the life of Hadhrat Sayyada Amtul Hafeez Begum (ra).
03:25	Friday Sermon: rec. 21/12/07
04:30	Khilafat Jubilee Mosha'airah
05:30	Festive Cooking
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) with Huzoor, recorded on 27th March 2005.
08:05	Learning Arabic: lesson no. 3
08:20	MTA Variety: a documentary on the help given by 'Humanity First' to the victims of Hurricane Katrina.
08:50	Review on the Constitution: an Urdu programme with Maulana Dost Muhammad Shahid reviewing the 1974 constitution.
10:00	Indonesian Service
10:55	Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 9th February 2007.
11:35	MTA Travel: programme featuring a visit to Capri.
12:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
14:00	Friday Sermon: Rec. 21st December 2007.
15:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
16:10	Review on the Constitution [R]
17:10	MTA Variety [R]
17:30	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 13th April 1996. Part 2.
18:30	Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:30	MTA International News Review
21:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
22:10	Review on the Constitution [R]
23:10	Learning Arabic: Lesson no. 3
23:25	Seerat-un-Nabi (saw) [R]

Monday 24th December 2007

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:00	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 20th November 1996.
02:10	Friday Sermon: rec. 21st December 2007.
03:10	MTA Variety: a documentary on the help given by 'Humanity First' to the victims of Hurricane Katrina.
03:30	Review on the Constitution
04:35	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 13th April 1996. Part 2.
05:25	Seerat-un-Nabi (saw)
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Class Jamia Ahmadiyya: Class held with Huzoor. Recorded on 22nd December 2006.
08:20	Le Francais C'est Facile: lesson no. 80
08:55	Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session no. 19, Recorded on 16/02/1998.
09:55	Indonesian Service
10:55	Ghazwat-e-Nabi (saw)
12:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:05	Bangla Shomprochar
14:05	Friday Sermon: rec. 07/09/2007.
15:10	Class Jamia Ahmadiyya [R]
16:25	Jalsa Salana Speeches: speech delivered by Maulana Zaheer Ahmad Khalid on 'Financial Sacrifice' at Jalsa Salana Qadian 2006.
16:55	Rencontre Avec Les Francophones [R]
18:00	Medical Matters: health programme
18:30	Arabic Service
19:25	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 21st November 1996.
20:25	MTA International Jama'at News
21:00	Class Jamia Ahmadiyya [R]
22:20	Friday Sermon [R]
23:25	Jalsa Salana Speeches [R]

Tuesday 25th December 2007

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:00	Le Francais C'est Facile: lesson no. 80
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 21st November 1996.
02:35	Friday Sermon: rec. 7th September 2007.
03:40	Rencontre Avec Les Francophones
04:50	Medical Matters
05:25	Jalsa Salana Speeches
06:00	Tilaawat, Dars & MTA News
07:05	Children's class with Huzoor recorded on 14th February 2004.
08:15	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 12th May 1996.
09:05	Review on the Constitution: an Urdu programme with Maulana Dost Muhammad Shahid reviewing the 1974 constitution.
10:10	Indonesian Service
11:10	Sindhi Service
12:20	Tilaawat, Dars & MTA News
13:20	Bangla Schomprochar
14:20	Jalsa Salana UK 2003: Concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 27th July 2003.
16:20	Review on the Constitution [R]
17:20	Question and Answer session [R]
18:30	Arabic Service
20:30	MTA International News Review Special
21:15	Children's Class [R]
22:15	Review on the Constitution [R]
23:00	Jalsa Salana UK 2003 [R]

Wednesday 26th December 2007

00:00	Tilaawat, Dars & MTA News
01:05	Learning Arabic: lesson no. 4
01:25	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 5th December 1996.
02:40	Question and Answer Session
03:40	Review on the Constitution
04:50	Jalsa Salana UK 2003: Concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 27th July 2003.
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
07:00	Bustan-e-Waqfe Nau with Huzoor, recorded on 11th March 2006.
07:55	Seerat Hadhrat Masih Maud (as)
08:35	Ken Harris Oil Painting: learning how to paint an Oil painting.
09:05	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 12th May 1996. Part 2.
10:05	Indonesian Service
11:00	Swahili Muzakarah
12:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:10	Bangla Shomprochar
14:10	From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), recorded on 29th March 1985.
15:25	Jalsa Salana Speeches: speech delivered by Ibrahim Noonan about 'Prophecies of the latter days made by the Holy Prophet (saw)'. Recorded on 29th July 2007.
16:10	Bustan-e-Waqfe Nau [R]
17:00	Ken Harris Oil Painting [R]
17:30	Question and Answer session [R]
18:30	Arabic Service
19:25	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 10th December 1996.
20:40	MTA International Jamaat News
21:10	Bustan-e-Waqfe Nau [R]
22:05	Jalsa Salana UK [R]
22:45	From the Archives [R]

Thursday 27th December 2007

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:00	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session no. 232, recorded on 10th December 1996.
02:00	Memories of Khulafa-e-Ahmadiyyat: a talk about people's memories of past Khulafa-e-Ahmadiyyat.
03:00	Hamaari Kaa'enaat
03:30	Ken Harris Oil Painting
03:50	From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), recorded on 29th March 1985.
05:00	Kasauti
05:25	Jalsa Salana Speeches: speech delivered by Ibrahim Noonan about 'Prophecies of the latter days made by the Holy Prophet (saw)'. Recorded on 29th July 2007.
06:00	Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) with Huzoor, recorded on 10th April 2005.
08:00	English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Recorded on 27th March 1994.
09:00	Review on the Constitution: an Urdu programme with Maulana Dost Muhammad Shahid reviewing the 1974 constitution.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: recorded on 27th May 2005.
12:00	Tilaawat & MTA News
13:00	Bangla Shomprochar: Friday Sermon delivered on 21st December 2007.
14:05	Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 2nd September 1997.
15:05	English Mulaqa'at [R]
16:05	Review on the Constitution [R]
17:10	Huzoor's Tours: programme featuring Huzoor's visit to Scandinavia.
17:30	Friday Sermon: delivered on 27/05/05. [R]
18:30	Arabic Service: Arabic discussion programme, hosted by Muhammad Sharif.
20:35	MTA Interntional News Review
21:05	Tarjamatul Qur'an Class: rec. 02/09/1997.
22:10	Review on the Constitution [R]
23:10	MTA Variety

****Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 GMT & 17:00 GMT***

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 14 | Friday 14 December, 2007 | Issue No. 50

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

عارفوں کے معراج سے آفتاب خلافت کے طلوع تک

موعودِ اقوام عالم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے خطبہ الہامیہ (1900ء) کے پُر معارف عربی متن کا اردو ترجمہ جو حضور ہی کے قلم اعجاز رقم سے منقول ہے۔فرمایا:

''چاہیئے کہ اپنی (عیدالاضحیٰ کی۔ناقل) قربانی کی حقیقت کو بجالاوے اور اپنی ساری عقل کے ساتھ اور اپنی پرہیز گاری کی روح سے قربانی کی روح کو ادا کرے۔ یہ وہ درجہ ہے جس پر سالکوں کا سلوک انتہا پذیر ہوتا ہے اور عارفوں کا مقصد اپنی غایت کو پہنچتا ہے۔اور اس پر تمام درجے پرہیز گاروں کے ختم ہو جاتے ہیں اور سب منزلیں راستبازوں کی پوری ہو جاتی ہیں اور یہاں تک پہنچ کر سیر اولیاء کا اپنے انتہائی نقطہ تک جا پہنچتا ہے۔اور جب تُو اس مقام تک پہنچ گیا تو تُو نے اپنی کوشش کو انتہاء تک پہنچا دیا اور فنا کے مرتبہ تک پہنچ گیا۔ پس اس وقت تیرے سلوک کا درخت اپنے کامل نشوونما تک پہنچ جائے گا اور تیری روح کی گردن تقدس اور بزرگی کے مرغزار کے نرم سبزہ تک پہنچ جائے گی اُس اونٹنی کی مانند جس کی گردن لمبی ہو اور اس نے اپنی گردن کو ایک سبز درخت تک پہنچا دیا ہو۔ اور اس کے بعد حضرت احدیت کے جذبات ہیں اور خوشبوئیں ہیں اور تجلّیات ہیں تا وہ بعض ان رگوں کو کاٹ دے کہ جو بشریت میں سے باقی رہ گئی ہوں۔اور بعد اس کے زندہ کرنا ہے اور باقی رکھنا اور قریب کرنا اس نفس کا جو خدا کے ساتھ آرام پکڑ چکا ہے جو خدا سے راضی اور خدا اُس سے راضی اور فنا شدہ ہے تا کہ یہ بندہ حیاتِ ثانی کے بعد قبول فیض کے لئے مستعد ہو جائے۔

اور اس کے بعد انسان کامل کو حضرت احدیت کی طرح خلافت کا پیرایہ پہنایا جاتا ہے اور رنگ دیا جاتا ہے اُلوہیت کی صفتوں کے ساتھ اور یہ رنگ ظلّی طور پر ہوتا ہے تا مقام خلافت متحقق ہو جائے۔اور پھر اس کے بعد خلقت کی طرف اترتا ہے تا ان کو روحانیت کی طرف کھینچے اور زمین کی تاریکیوں سے باہر لا کر آسمانی نوروں کی طرف لے جائے۔اور یہ انسان اُن سب کا وارث کیا جاتا ہے جو نبیوں اور صدیقوں اور اہل علم اور درایت میں سے اور قرب اور ولایت کے سورجوں میں سے اس پہلے گزر چکے ہیں۔ اور دیا جاتا ہے اس کو علم اوّلین کا اور معارف گزشتہ اہل بصیرت وحکمائے ملّت کے تا اس کے لئے مقام وراثت کا متحقق ہو جائے۔پھر یہ بندہ زمین پر ایک مدت تک جو اس کے ربّ کے ارادے میں ہے توقف کرتا ہے تا کہ مخلوق کو نور ہدایت کے ساتھ منور کرے اور جب خلقت کو اپنے ربّ کے نور کے ساتھ روشن کر چکا یا امر تبلیغ کو بقدر کفایت پورا کر دیا پس اُس وقت اُس کا نام پورا ہو جاتا ہے اور اس کا رب اس کو بلاتا ہے اور اس کی روح اس کے نقطہ نفسی کی طرف اٹھائی جاتی ہے اور یہی رفع کے معنی ہیں اُن کے نزدیک جو اہل علم اور معرفت ہیں۔اور مرفوع وہ ہے جس کو اُس محبوب کے ہاتھ سے جام وصال پلایا جاتا ہے جو حسن و جمال کا دریا ہے''۔

(خطبہ الہامیہ۔روحانی خزائن جلد 16صفحہ 37تا 42)

✡✡✡✡✡✡✡

خلافت راشدہ کی امتیازی شان

از رشحات قلم امیر المومنین حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ:

''اسلام میں خلافت راشدہ کے مجموعی امتیازات سات ہیں:

اوّل:۔انتخاب۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا (سورۃ النساء آیت :59) ۔ یہاں امانت کا لفظ ہے لیکن ذکر چونکہ حکومت کا ہے اس لئے امانت سے مراد امانت حکومت ہے۔آگے طریق انتخاب کو مسلمانوں پر چھوڑ دیا۔چونکہ خلافت اُس وقت سیاسی تھی مگر اُس کے ساتھ مذہبی بھی اس لئے دین کے قائم ہونے تک اُس وقت کے لوگوں نے یہ فیصلہ کیا کہ انتخاب صحابہ کریں کہ وہ دین اور دیندار کو بہتر سمجھتے تھے ورنہ ہر زمانہ کے لئے طریق انتخاب الگ ہو سکتا ہے۔ اگر خلافت صحابہؓ کے بعد چلتی تو اُس پر بھی غور ہو جاتا کہ صحابہؓ کے بعد انتخاب کس طرح ہوا کرے۔ بہر حال خلافت انتخابی ہے اور انتخاب کے طریق کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر چھوڑ دیا ہے۔

دوم:۔شریعت۔

خلیفہ پر اوپر سے شریعت کا دباؤ ہے۔ وہ مشورہ کرسکتا ہے مگر شریعت کو ردّ نہیں کر سکتا ۔گویا وہ کانسٹی ٹیوشنل ہیڈ ہے، آزاد نہیں۔

سوم:۔شوریٰ۔

اوپر کے دباؤ کے علاوہ نیچے کا دباؤ بھی اس پر ہے یعنی اسے تمام اہم امور میں مشورہ لینا اور جہاں تک ہو سکے اس کے ماتحت چلنا ضروری ہے۔

چہارم۔اندرونی دباؤ یعنی اخلاقی:

علاوہ شریعت اور شوریٰ کے اس پر نگران اس کا وجود بھی ہے کیونکہ وہ مذہبی رہنما بھی ہے اور نمازوں کا امام بھی۔اس وجہ سے اس کا دماغی اور شعوری دباؤ اور نگرانی بھی اسے راہ راست پر چلانے والا ہے جو خالص سیاسی، منتخب یا غیر منتخب حاکم پر نہیں ہوتا۔

پنجم:۔مساوات۔

خلیفۂ اسلامی انسانی حقوق میں مساوی ہے جو دنیا میں اور کسی حاکم کو حاصل نہیں ۔ وہ اپنے حقوق عدالت کے ذریعہ سے لے سکتا ہے اور اس سے بھی حقوق عدالت کے ذریعہ سے لئے جاسکتے ہیں۔

ششم:۔عصمت صغریٰ۔

عصمت صغریٰ اسے حاصل ہے یعنی اسے مذہبی مشین کا پُرزہ قرار دیا گیا ہے اور وعدہ کیا گیا ہے کہ ایسی غلطیوں سے اسے بچایا جائے گا جو تباہ کن ہوں اور خاص خطرات میں اس کی پالیسی کی اللہ تعالیٰ تائید کرے گا اور اسے دشمنوں پر فتح دے گا۔گویا وہ مؤیّد من اللہ ہے اور دوسرا کسی قسم کا حاکم اس میں اس کا شریک نہیں۔

ہفتم:۔

وہ سیاسیات سے بالا ہوتا ہے اس لئے اس کا کسی پارٹی سے تعلق نہیں ہوسکتا۔ وہ ایک باپ کی حیثیت رکھتا ہے۔اس کے لئے کسی پارٹی میں شامل ہونا یا اس کی طرف مائل ہونا جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ (سورۃ النساء آیت :59) یعنی جب ایسے شخص کا انتخاب ہو تو اس کا فرض ہے کہ وہ کامل انصاف سے فیصلہ کرے۔کسی ایک طرف خواہ شخصی ہو یا قومی ہو نہ جھکے''۔

(رسالہ ''الفرقان ''۔اپریل /مئی 1952ء صفحہ 4-5)

✡✡✡✡✡✡✡

حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگمؓ کا پیغام عالمی جماعت احمدیہ کے نام

(حرم حضرت مسیح موعودؑ کی ایک نایاب اور روح پرور تحریر مرقومہ 14/مارچ 1943ء۔قادیان)

''اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو خلافت کے ذریعہ ایک ہاتھ پر جمع کر رکھا ہے اور اسے حضرت مسیح موعودؑ کے پیغام کی تکمیل اور مضبوطی کا واسطہ بنایا ہے۔ پس اس کی قدر کرو کیونکہ یہی وہ چیز ہے جس کے ذریعہ آپ لوگ نبوت کے انعاموں کو اپنے لئے لمبا بلکہ دائمی بنا سکتے ہیں''۔(ایضًا صفحہ 6)

✡✡✡✡✡✡✡

سپریم کورٹ کی پُرشکوہ عمارت لاٹھیوں، پتھروں اور دشنام طرازیوں کے شعلوں کی زد میں

پاکستان کے معروف کالم نویس اور صحافی جناب نذیر ناجی کی چونکا دینے والی تحریر:

''29/ستمبر کو اسلام آباد کی سڑکوں پر ہونے والے مظاہرے نہ آمریت کے خلاف تھے اور نہ جمہوریت کے حق میں ۔ یہ ایک قبائلی جنگ تھی اور ہر قبیلہ اپنی عصبیت کے خول سے باہر جھانکنے کو تیار نہیں تھا۔ اس قبائلی لڑائی میں جس کے ہاتھ جو لگا اس نے مخالف قبیلے پر دے مارا۔پولیس نے صحافیوں کو پیٹا، صحافیوں نے وزیروں کو پیٹا، وکیلوں نے پولیس کو پتھر مارے، پولیس نے وکیلوں پر تشدد کیا۔وکیلوں نے ایم کیو ایم کے لیڈر فاروق ستار کو تشدد کا نشانہ بنایا اور ہم دنیا سے کہہ رہے ہیں کہ پاکستان کی سول سوسائٹی آمریت سے برسر پیکار ہے۔ ہماری سول سوسائٹی کے نمائندوں نے اس عدلیہ کی آزادی پر پھول برسائے تھے اور اس کے ان فیصلوں کو سراہا تھا جو دشمن قبیلے کے خلاف ہوئے۔سول سوسائٹی کے انہی نمائندوں نے عدالت کو گالیاں دیں اور سپریم کورٹ پر پتھر برسائے۔حکومتی قبیلے نے ٹی وی چینلوں میں بیٹھ کر عدلیہ کو صلواتیں سنائیں مگر جب اس کی پسند کا فیصلہ آیا تو لڈو بانٹے گئے۔سول سوسائٹی کے نمائندوں نے کہا ہم سپریم کورٹ کو آگ لگا دیں گے۔ہم صدارتی کاغذات نامزدگی پھاڑ کر پھینک دیں گے۔ قبائلی جنگ جاری ہے۔کسی قبیلے کا کوئی فرد اپنے قبیلے کی زیادتی تسلیم نہیں کرسکتا۔اسے قبیلے کا غدار کہا جائے گا۔ میڈیا اس قبائلی جنگ میں وار رپورٹرز کی طرح پھنسا ہے۔ باقاعدہ فوجیں لڑ رہی ہوں تو صحافیوں کی شناختیں دیکھ کر انہیں ہدف نہیں بناتیں مگر قبائلی جنگ میں کون دیکھتا ہے کہ دشمن قبیلے کا فرد کون ہے اور ایک غیر جانبدار رپورٹر کون؟ 29/ستمبر کو دنیا نے دیکھ لیا کہ پاکستان کا تصور جمہوریت کیا ہے؟ اور یہاں کی سول سوسائٹی کیسی ہے؟ ہم اسی کو جمہوریت کہتے ہیں۔یہی ہماری سول سوسائٹی ہے۔قبائلی عصبیتوں سے لبالب بھری ہوئی خونخوار سول سوسائٹی۔اس سول سوسائٹی نے تعلیمی نظام تباہ کیا۔ریاستی مشینری برباد کی، فوج کا پیشہ وارانہ کردار متاثر کیا، پارلیمنٹ کی خودمختاری قربان کی۔اب یہ سول سوسائٹی ہاتھوں میں لاٹھیاں، پتھر اور ٹماٹر اٹھائے زبانوں پر حرف دشنام لئے، جلتے ہوئے عدالتی فیصلوں کے شعلے بھڑکائے، سپریم کورٹ کی پُرشکوہ عمارت کے سامنے یوں محو رقص ہے جیسے شکار کو کھانے سے پہلے جنگلی قبیلوں کے لوگ ناچتے ہیں۔ امن کی سفید چادر کی طرح تنی ہوئی سپریم کورٹ کی عمارت اور اس کی پیشانی پر آویزاں انصاف کے ترازو کے اوپر بیٹھی انصاف کی فاختہ خوفزدہ نظروں سے اس منظر کو دیکھ رہی ہے اور تاریخ کا شمار کنندہ ہمارے یکے بعد دیگرے برباد ہوتے اداروں کی گنتی کرتے ہوئے کہہ رہا ہے...... باقی رہ گئی عدلیہ!

دیکھنا یہ ہے کہ عدل و انصاف کے محافظ سنگ بدست اور دشنام بلب سپریم کورٹ کے صدر دروازے سے باہر آ کر نعرے لگاتے ہوئے قبائلی رقص میں شریک ہوتے ہیں یا عقبی دروازے سے خاموشی کے ساتھ نکل کر روپوش ہو جاتے ہیں؟ جیسے تباہی کی آمد سے پہلے پرندے ہجرت کرتے ہیں''۔

(روزنامہ جنگ ۔12/اکتوبر 2007ء صفحہ7)

✡✡✡✡✡✡✡